بسم الله الرحمن الرحيم

رأي الأئمة

في تحقيق

أن الكعبة

حكم فيه علماء صديقي

قبلة أهل الدنيا

CO. FAISAL MASJID LTD.
ISLAMABAD

دامغ الظنون

فی تحقیق

جلاء العیون

حکیم فیض عالم صدیقی

ادارہ فیض القرآن
فیض نگر
پوسٹ آفس برنہ ہنگ
تحصیل ہمبر ضلع میرپور (آزاد کشمیر)

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
ACC NO 04972
MAILSI

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— دامغ الظنون
مؤلف ——— حکیم فیض عالم صدیقی
تقدیم ——— ابن ابی فیض
تعداد صفحات ——— ۲۴۸
ناشر ——— علامہ فیض عالم اکیڈمی
نبی سر روڈ (سندھ)
بار ——— اوّل
تعداد ——— ۱۰۰۰
قیمت ———

TECHNICAL SUPPORT B
CHUGHTA
PUBLIC LIBRARY

فہرست مضامین دامغ الظنون فی تحقیق جلاء العیون

عنوان	صفحہ
جلاء العیون کا تعارف	۱
مترجم جلاء العیون کا تعارف	۲
شیعہ مذہب اور تبلیغ	۴
لعنت تبرا اور سب	۷
آئمہ رب ہیں	۱۰
دوسرا پہلو	۱۵
صحابہ رضؓ کرام کی تعداد	۱۸
سلمانؓ اور مقدادؓ کا ایمان	۲۰
تاویل قرآن پر قتال	۲۴
نبیؐ اور علیؓ کی بے بسی	۲۸
صحابہ کرامؓ کو گالیاں	۳۱
صدیق اکبرؓ	۳۴
ماتم	۵۰
سیدنا علیؓ کی پرورش	۵۰
ولادت سیدہ فاطمہؓ	۵۱
سیدہؓ کا نکاح	۵۲
مہر کا سامان اور سیدنا ابوبکرؓ	۵۵
زفاف	۵۹

عنوان	صفحہ
سیدہ فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کا سلوک	۶۲
حضرت علیؓ نے کنیز آزاد کی	۷۱
سیدہ زینبؓ بنت رسول اللہ	۷۲
ایک دردمندانہ اپیل	۷۶
مقام قبر سیدہ فاطمہؓ	۷۹
سیدہ فاطمہؓ کی عمر	۸۰
سیدنا علیؓ کی پیدائش	۸۱
پیدا ہوتے ہی قرآن پڑھا	۸۵
حبیب کون ہے؟	۸۶
سیدنا علیؓ کا قاتل شیعہ تھا	۸۷
ابن ملجم نے آپ کی بیعت کی	۸۸
حضرت علیؓ کی زہد قیاس	۹۰
نبیؐ کی وصیت علیؓ کو اور علیؓ کی	
وصیت حسینؓ کو	۹۹
سیدنا علیؓ کا خلافت پانے پر پہلا فرمان	۱۰۱
سیدنا علیؓ کا موت سے خوف	۱۰۴
شہادت یا ڈرامہ	۱۰۵
حضرت علیؓ کی قبر	۱۰۵

عنوان	صفحہ
علیؓ نبی کے ساتھ دفن ہوتے	۱۰۷
حضرت علی کی جگہ شیطان قتل ہوا	۱۱۱
حضرت علیؓ کی اصلی قبر	۱۱۱
خلافت پیغمبری کا انقطاع	۱۱۵
سیدنا علی کی اولاد و جائیداد	۱۱۶
حسینؓ کی پیدائش	۱۲۱
حسینؓ کی پیدائش پہ نبیؐ اور علیؓ	
اور سیدنا فاطمہؓ بھی ناخوش تھیں	۱۲۳
سیرت علی کا شیعہ کتب کی رُو سے	
ایک اجمالی خاکہ	۱۲۶
وراثت	۱۲۷
نبیؐ غافل ہو گئے۔	۱۲۷
ارشاداتِ رسالتمآبؐ کے	
متعلق سیدنا حسنؓ	۱۲۸
سخاوت سیدنا حسنؓ	۱۲۹
معاویہؓ اور حسنؓ	۱۳۱
حضرت حسنؓ کی بیعت	۱۳۲
شیعانِ حسنؓ	۱۳۳
شرائطِ صلح	۱۳۶

عنوان	صفحہ
اگر یہ صلح نہ ہوتی	۱۳۷
سیدنا علیؓ اور حسینؓ کو شیعوں نے	
شہید کیا اور حسنؓ کو زخمی کیا	۱۳۹
سیدنا حسنؓ کی وفات	۱۴۱
آپ کی ازواجِ مطہرات	۱۴۱
سیدنا حسنؓ کی موت طبعی تھی	۱۴۳
دفن کے متعلق آپؓ کی وصیت	۱۴۵
سیدنا معاویہؓ و سیدنا حسینؓ	۱۴۶
خروج کے لئے معاویہؓ کی	
موت کا انتظار	۱۴۷
گورنر مدینہ ولید اور سیدنا حسینؓ	۱۴۸
سیدنا حسینؓ کی مدینہ سے رخصتی	۱۵۱
عراق سے خطوط	۱۵۴
مکہ سے حج سے قبل روانگی	۱۵۸
آپ کا رجوع	۱۶۰
کربلا میں پہنچ کر واپسی کا ارادہ	۱۶۲
کربلا کی شادابی	۱۶۳
کربلا میں ورود کی تاریخ	۱۶۴
قاتلِ حسینؓ کون؟	۱۶۴

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پانی بند ہونے کا فسانہ	۱۶۵	امام چہارم علی زین العابدینؒ	۱۹۶
نمازِ ظہر	۱۶۸	امام چہارم کے ساتھ شیعوں کی کرتوت	۱۹۹
عباسؓ کی شہادت	۱۷۱	امام پنجم امام باقرؒ	۲۰۰
خیمے نہیں لوٹے گئے	۱۷۲	شیعانِ امام باقرؒ	۲۰۲
سیدنا حسینؓ کی تدفین	۱۷۳	امام ششم امام جعفرؒ	۲۰۴
امام کو امام ہی دفن کر سکتا ہے	۱۷۴	تین اوصیاء	۲۰۵
رجعت	۱۷۵	شیعان کا اپنے امام سے سلوک	۲۰۷
بچنے والوں کی تعداد	۱۷۸	امام ہفتم امام کاظمؒ	۲۱۰
نعش مبارک کی پائمالی	۱۸۰	چچا بھتیجا	۲۱۱
قاتلانِ حسینؓ بھی شیعانِ علی تھے	۱۸۱	آٹھویں امام موسیٰ رضاؒ	۲۱۴
قتلِ حسین اور تقربِ خداوندی	۱۸۲	نویں امام محمد تقیؒ	۲۱۷
امیر یزیدؒ کا دربار	۱۸۳	دسویں امام علی نقیؒ	۲۱۹
امیر یزیدؒ اور امام زین العابدینؒ	۱۹۰	گیارھویں امام حسن عسکریؒ	۲۲۱
مختار ثقفی۔	۱۹۲	حرفِ آخر	۲۲۹

حکیم فیض عالم صدیقی شہید

ممتاز محقق عالم دین، اہلِ قلم اور تحریک آزادیٔ کشمیر کے سرگرم رہنما ۱۸ اپریل ۱۹۱۸ء کو فتح پور مضافات راجور (مقبوضہ کشمیر) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم فتح پور میں حاصل کی، مزید تعلیم پنجاب میں حاصل کی

قرطاس و قلم سے تعلق چھوٹی عمر میں ہی ہوا تھا۔

چنانچہ اس دوران آپ نے کشمیر کے جرائد چاند، حق، جاوید، پاسبان، ملت، جوہر اور الاصلاح وغیرہ میں لکھنا شروع کیا۔ بعد میں یہ سلسلہ آپ کی سیاست میں آمد کے باعث منقطع ہو گیا۔

۱۹۳۶ء میں آپ فوج میں بھرتی ہو گئے۔ اس دوران آپ کو مرزائیت اور عیسائیت کا بھرپور مطالعہ کرنے کا موقع مل گیا۔ کچھ عرصہ آپ کو ضلع کھٹوعہ میں جو ہندوؤں کا مرکز تھا مدرس تعینات کیا گیا وہاں ہندو مذہب کا پورے انہماک کیساتھ مطالعہ کیا۔ انہی دنوں "مسلم کانفرنس" کے احیاء اور مسلم کاز کی تائید میں سینکڑوں مقالات لکھے، طب میں زبردست مہارت حاصل کی۔

۱۹۴۲ء میں الہ آباد سے ادیب کامل اور ۱۹۴۵ء میں پنجاب سے فارسی فاضل کی ڈگریاں حاصل کیں اس طرح طب میں بھی حکومت پاکستان کی طرف سے درجہ اوّل کے سند یافتہ طبیب تھے۔ تقسیم ملک کے وقت ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور معروف کشمیری رہنما چودھری غلام عباس کے معتمد خصوصی کی حیثیت سے کام کرنا شروع کیا۔ ان کے خصوصی انہماک سے چوہدری صاحب بہت متاثر تھے۔

ان سیاسی مصروفیات کے باوجود دینی خدمات سے غافل نہیں رہے اور ضلع جہلم میں ایک بڑی جامع مسجد اور ایک دارُالعلوم کی بنیاد رکھی بعد میں آپ کو یہ قصبہ چھوڑنا پڑا۔ یہاں سے مولانا جہلم سے محلہ مستریاں آئے اور وہاں مسجد و مدرسہ تعمیر کرایا۔

مولانا فیض عالم صدیقی ایک عالم و زاہد ہونے کے علاوہ ادیب بھی تھے۔ اتحاد بین المسلمین کے بڑے خواہشمند تھے۔ ایک محقق ہونے کے ناطے سے عظمت و مقام صحابہؓ

کے شدت سے قائل ہی نہیں زبردست مبلغ بھی تھے۔ اسی جذبہ کی بناء پر بعض دفعہ ان کی تحریریں سلفِ صالحین کی روش سے ہٹ جاتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مسئلہ کو بڑے مؤثر انداز میں سمجھانے میں ماہر ہیں ان کا طرزِ تحریر منفرد ہے اور اس میں شدت پائی جاتی ہے۔

تحقیق کے میدان میں بڑے نازک مسائل پر قلم اٹھایا۔ روافض و سبائیت ان کا خصوصی موضوع تھا اور اس پر انہوں نے سینکڑوں مقالات لکھے۔ ان کی پہلی باقاعدہ تصنیف اختلاف امت کا المیہ ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی تو گویا فکر و نظر کے ساکن تالاب میں تموج پیدا ہو گیا۔

ان کی تصانیف میں مقام صحابہؓ، واقعہ کربلا، عترتِ رسولؐ، نباتِ رسولؐ، شہادتِ ذوالنورینؓ، سلطان ٹیپو، خالدؓ سیف اللہ اور حقیقت مذہبِ شیعہ قابلِ ذکر ہیں۔

سیّد قاسم محمود

صفحہ: ۱۲۱۸۔ شاہکار انسائیکلوپیڈیا

ابن ابی فیض

دام تزویر

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دامِ تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

(اے حافظ! تو اپنی خوشیوں اور مسرتوں کے حصول کیلئے شرابی بن یا رند۔ لیکن دوسروں کیطرح اپنے اعمال و افعال کے جواز میں قرآن کے ساتھ دھوکہ ست کر)

"تو جھوٹ کو خوبصورت صوتی اثرات دیکر اتنی بار دہرا کہ عامہ الناس اسے سچ سمجھنا شروع کر دیں اور سچ کے سُر اس بھونڈے طریق سے پیش کر کہ لوگوں کی سماعتیں سچ سے نفرت کرنے پر مجبور ہو جائیں"۔

کہا جاتا ہے کہ "روایت" حسین ہوتی ہے۔ مگر آج کے دور کا انفرادی مشاہدہ اور اجتماعی تجربہ "روایت" کے اس روایتی حسن کی نہ صرف تردید کرتا ہے۔ بلکہ اس کے قبیح خدوخال کو مزید اجاگر بھی۔ یہ تضاد و تناقض آخر کیوں؟ جبکہ سورج تو آج بھی ہمیشہ کی طرح مشرق ہی سے طلوع ہوتا ہے۔ کیا صاحبان بصیرت کیلئے۔ "فأت بہا من المغرب" کا پیام تو نہیں کیونکہ ہمیں "بل کانو لا یفقھون الا قلیلاً" کا تناظر بھی ملتا ہے۔ پھر اس غیر فطری تضاد کا خالق کون اور غیر طبعی تناقض کا مرجع کیا؟

"حرف" کیا ہے؟ اور کس قوت کا حامل ہے؟ اس کا علم تو اس کے خالق اکبرؑ ہی کو معلوم، البتہ یہ حیوان ناطق اپنے "علم قلیل" کے بل بوتے پر یہی جان سکا کہ محض دو حروف "کاف و نون" ہی کا یہ سب کیا دھرا ہے۔ علم قلیل کا حامل یہ بے چارہ جو آج بھی اپنے تمام تر علم و فضل کے باوجود "فیکون" کی ابجد تک بھی رسائی حاصل نہ کر سکا "لفظ" کے معانی کی قوت کب جان سکے گا۔

ربِ لایزال کے حکم کن کے بعد فیکون کے بطن سے "لازوال محبتوں کی سرزمین" جنم لیتی ہے اور اسی سرزمین پر "کن" کی تعمیل میں رحمتوں کے خوش رنگ اور بے کراں لالہ زار تخلیق ہوتے ہیں۔ پھر یہی لالہ زار مہ و سال کے جنگلات میں حسن و خوبصورتی اور نیکی و ہدایت کے شہتیروں کو جنم دیتے ہیں۔ جنہیں "فنا" کارندہ اپنے شب و روز کے عمل سے برادے میں بدل دیتا ہے۔ "فنا" کارندہ اپنے ساز پر روزِ ازل سے "ہستی" کے گیت گاتا چلا آرہا ہے اور گاتا چلا جاتا رہے گا کب تک؟ شاید "عدم" تک۔ کہ "ہر شے کو فنا کے گھاٹ پر موت کا گھونٹ پینا ہے" عدم اور وجود تخلیق و فنا، زندگی اور موت۔ ہستی اور نیستی، یہی ہے۔ آئین کہن، تارِ حریرِ دو رنگ۔

بصیرت ان کی حماقتوں کے زاویہ قلب و نظر کو بدلنے کی سعی نا تمام کرتا ہے تو چھ جائیکہ وہ ہمارے فہم میں تبصرہ کرے اس کی ان حماقتوں سے رجوع کرلے۔ اپنے حمقا نہ عمل کے جواز میں تاویلات کے بہانے تراشتے جاتے ہیں۔ تاریخ کے ہر دور کی میں خوشامد کی یہ بیماری تمام تر خرابیوں اور مکاریوں کے ساتھ ملتی ہے۔ اور اس بیماری کے زیر اثر میں جھوٹ بولنے والے تو وہ زبان و قلب تک خود تو آن کا رتب پہنچ نہیں سکتے کہ بزعم خویش دوسروں کو بہلاتے ہیں۔ اور اگر کوئی ذرا سمجھدار ہے تو اس کی دانشوری سے شکار متقلد بنجر اور پیوست زدہ ذہن و قلب کو آن تک کے رتبے سے سیراب کرنے کی جرأت کرتا ہے تو وہ تکبیر کی تیر اندازی پہلے سترین ہو خوبصورت نشانہ ثابت ہوتا ہے۔ یہاں کی سلام پر تو اس کا مقصد نہ خود پہنچ سکتے ہیں اور نہ پہنچنے دیتے ہیں۔

جہاں وجہاں کی پختگی دلیل اور خلاف آیات کے حوالہ جات پر ہے تو شاعر اور ادیب سے سنگریزوں کی رکی کی جاتی ہے اور پھر ان سنگریزوں کو ترتیب دیکر وجدان سے مدد تکمیل کیے جاتے ہیں۔ اور اس تصوف کے بدولت ہی ادب کے نام پر تصوف کریا اور گرایا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی ذہین اس فریب سے بچ پاتا ہے تو اس کی ذہانت کا گلا دبا دیتا ہے۔ اس ذہین مانگی کی نشانیوں سے تکبیر کے ذریعہ وجدان کرنے والے مدرسی میں کلچر، آرٹ، تمدن، تہذیب سے بھوت و بھوتی بنا کر رکھ دیتے ہوتے ہیں۔ اور ہم جیسے جانتے ہیں کہ تکبیر زدہ معاشرے کا مصدر صرف اور صرف بھوت ہی ہوتا ہے۔

سامریت اور شعوبیت کی زدو جہت سے جب فرقہ کو بنا دیا تو معلم ملکوت کی خوشنودی کا ٹھکانہ یہ رہا ہوگا۔ بظاہر تو وہ روزہ ہے مگر حضرت آدم کی صحت نے مجھے نشانی دیکھ کر کہا تھا کہ اس بصرت میں ابلیس کی کوئی جنس ہی نہیں اور یہاں جہاں بتاتے ہے کہ وہ اور کہ اس خوشنودی تو میرا ایک ہی شعر دکھائی دے دیتا ہے کہ فرقہ کی تمام تر تعلیمات کا رد محور صرف اور صرف آل عبد مناف ہے۔ اور مجوسیت اور سامریت کے تمام حوالہ جات میں ادب سے بھی ہیں۔ جن میں سے ان ایک سے بھی ان کا رشتہ نہیں ہے۔

تصوف کی گمراہیت سے نکلنے کے لیے ایک طرف تو حسن بصری اور متقین کے ترشے ہوئے خوبصورت شخصیات کو بہتر سے بہتر پیش کرنا اور دوسری طرف تکبیر اثر سے جنم لینے والے مجوسی ذہن سے فرقہ کے ہاں پرورش پا رہے ہیں اور غلاف پر جو جنہیں ان کے نظر سے تاثیر میں ایک چنگاری سے کرشمہ سازی کرنے شاہ سے زیادہ جڑ پکڑ چکا اور اس کے لیے ان کی کتابوں پر شت فرمائی۔ تصوف کی اس تیرہ تبرے بس سے نکلنے کی تدبیر پوچھی جائے تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ تصوف کا ایک سے تا

گیرائی کو عملی اعتبار سے سمجھا اور سمجھایا جاتا۔

(۵) ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ رب لیزن کے جانفزا کلام کی مدد تعصبات کے ازدواج رنگ میں رنگے آپ کو رنگ لیا جاتا۔

(۶) ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آسمانی رسالت کے درخشندہ ستاروں کی روشنی کو بشری فانی زندگی کے اندھیروں میں جذب کر کے باعث کے دیئے روشن کئے جاتے۔

مگر افسوس صد افسوس جو ہونا تھا وہ نہ ہوا اور جو ہو رہا ہے۔ وہ محض سراب و دھوکہ ہے و باطل و فریب ہے۔ ان کھس بیٹھیوں نے اپنی عیاری و مکاری سے پہلے تو قرآنی تریاق کے تخت پر مقصد کے بہروپ میں غاصبانہ قبضہ کیا بعد میں دینی حلقوں کو اتنی مہارت کے ساتھ بنا سنورے کے عرقی تریاق کے نام سے مسلمہ اساس کے ساتھ پیش کیا کہ جہالت کے حبس زدہ ماحول میں دم توڑتی ہوئی سسکتی انسانیت نے اس زہر کو بھی آب حیوان جان کر نوش کر لیا۔ اور ۔۔۔۔۔۔ جب سامریت کی بادسموم نے ختم نبوت کے گلستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مجوسی ثنویت کے زاغ و زغن نے صحابیت کے رفیع القدر گنبد پر قبضہ کر لیا۔ اور سامانیت کے مغنیوں نے "آں و واؤ" کے بہروپ میں کاسبانی حاصل کر لی تو ۔۔۔ ان کے بعد عرقی تریاق کے زہریلے اثرات اس امت مسلمہ کی وحدت، رنگ و نسل، لسانی و قومی کی تفریق کی صورت میں پھوٹ پڑے۔ اتنی بڑی کامیابی تو معاند امت کو بھی حاصل نہ ہو سکتی تھی۔ وہ ہے حضرت انسان! کہ کس نہ شود شیدا

سید محمد ذوقی

اور آج ان دعووں سے پھوٹے ہوئے مسموم جراثیم نے حسن ظن کے روشن ابواب کو تعصبات کی تاریکیوں میں دھکیل پھینکا ہے۔ تحریف و تکذیب کے جو اسباب ۔۔۔ سے منصہ شہود تغیر کے بھیانک ثبات کی صورت دیگر تحریفات کا جو دروازہ کھولا گیا ہے اس سے ہر غیر متعصب ثنویت زدہ سامانی ذہن کیا۔ اور شاید نزول کے پردے میں چھپے ہوئے تاویلاتی تضادات سے اور ہر متعصب رویے جو بظاہر تو بڑے پرکشش معلوم ہوتے ہیں مگر باطن محض مشتی خرافات کا پلندہ ہیں۔

اس فتنہ سامانیت سے پیدا ہونے والے محدثین کے روپ میں قلوب حسن مجسمہ کی تڑپیں مغازی و ملحمہ اور تخصیص و فضائل کے سیاہ ترشے جو محض موضوعات کے ڈھیر ہیں۔ اس فتنہ ثنویت سے جب مؤرخ کا روپ دھار کر تاریک ۔۔۔

(۱) ۔۔۔ رسول کا سگے چچا ۔۔۔ سے قتل کروایا۔

(۲) اور رسول کے نواسے حسن اور حسین کو بیٹھ دیا اور سے سگ ورجہ طبع انسان کے روپ میں پیش کر دیا۔

(۳) تقسیم کے غنیمہ میں جرنیل اور فتح ۔۔۔ کی معدت کو لعنت میں تبدیل کر دیا۔ اور اس کو

قدح و مقدح حور دونوں کا طرف کہیں، تو کرتے اور کہیں کافر اور ۔۔۔۔۔۔

یہ فیصلہ ۔۔۔۔۔ نہ صدیقہ سہیل ۔ ش کرو ما کفور ۔۔۔۔۔ ورنہ یہ وحدہ کی دوئی کا نہیں ۔۔۔۔۔

ر سالک عبادی ن فانی قریب ۔۔۔۔ کے مفہوم کو بھی ہم کسی روٹی کپڑا اور مکان کے وعدے سے ہم آہنگ کرنے کی جسارت کریں اور نتیجتہً ۔۔۔۔۔ وہ کہ من دوئی حد کس دن ذلہ نفسیر ۔ ن وعدہ ر دھتکار دیتے جائیں ۔ کہ اس دن رہا ۔ ن دوئی حد کی صورت میں ہم کو پہنچ چکا ہوگا ۔ اور یہ تو نہ ہے کہ اس کتاب کا جس کے روحانی حسن کی تعریف میں پاشیدہ باطنی فرخندگی اور سائنسیت آفرینی کو انکے صفحات میں ن سے پیش کیا گیا ہے ۔ تاکہ آپ ہوئے خوش اور بدنصیبی میں بدنصیبی کی قوت شافہ کو روبکار لا سکیں ۔

وقت اور فاصلے دو غیر مستوی خطوط کے مقام سال کا نام ہی فنا غرقہ ہے ۔ نتیجہ تخلیق ہونے والا زاویہ محض "تادہ ا ر کسی من چاہے اس تادہ کی کمر میں بدلے لیٹے ہوئے ہاتھ کا ۔ کیا بھی تو وہ وقت کے زبردست ہاتھوں ہی اپنے مستقبل کی ریگ زاروں میں غرق ہو کر رہ جاتا ہے کہ کوئی صاحب حسن و جنوں اپنی جان کی پروا کئے بغیر مجسمہ ندامت بن کر پرانے عہد عقیدت کا ر یشن سنگ نروز میں دے پڑے اور دوسرے کے دکھوں کی بھاری بوجھ صدیوں سے اپنے کندھے پر ہی رکھ دے ۔ خود ناہر کی تاثیر میں یہ کہتے کتنے کی نہیں ۔

یہ کرم عظیم ہے کہ کریم صلعم اور حسن کریم سے ان رب ذوالجلال کا ۔۔۔۔۔ اور اس حقیقت جزئے حقیقی سے بھی تو ان صاحب کی وجہ سے ہاتھ میں ۔ اور عہد ۔۔۔۔۔ سے کہ ۔ ا ۔ بدیت اور عبودیت کی سرحدیں پار کر گئے ۔ ان سے ۔۔۔۔۔ جنہوں نے ۔ ۔ ۔

جلاء العیون

اس وقت آپ کے ہاتھ میں جلاء العیون کے چند اقتباسات ہیں۔ اس کے مصنف خاتم المفسرین رئیس المحدثین حضرت علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔ اصل کتاب فارسی میں ہے۔ اس کا ترجمہ فاضل جلیل مولانا سید عبدالحسین نے کیا ہے۔ درس پر مقدمہ درج شیعہ لکھتے ہیں عالیجناب سید واعظین، رئیس المتکلمین زبدۃ المحققین فاضل جلیل جناب ابوالبیان مولانا سید فخر الحسن صاحب قبلہ کو تبریز میں خطیب شیعہ علیان۔ درس شیعہ جزائر بک چنسی ہندوستان مرجع ارباب رشد و ہدایت تسلیم کیا ہے۔ زیر نظر کتاب میں تمام اقتباس اسی سے لئے گئے ہیں۔

شیعہ مذہب کی کتب میں باوجود تضاد کے ہی متضاد روایت کے ایک بات مشترک ہوتی ہے کہ ہر مسئلہ کا درجہ رکھتی ہے۔ یعنی ان کی کوئی کتاب کھول کر دیکھو کسی روایت کے بیان کرنے سے پہلے مصنف تحریر کرے گا۔ بسند معتبر مروی ہے۔

جلاء العیون میں اسی قسم کی معتبر اسناد پلندہ ہے۔ میں وجہ ہے کہ کتاب میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جس کے متعلق متعدد متضاد روایات موجود نہ ہوں۔

ذرا کوثر بہرائچی سے بھی تعارف ہو جائے۔

کوئی صاحب سید ابراہیم متے ولد [illegible] کا نام معلوم نہیں۔ (یہ آگے سید بن گئے) آپ زید شہید بن امام زین العابدین کی اولاد سے تھے (یہ وہی زید ہیں جو محمد باقر کی امامت کے منکر تھے اور انھیں لوگوں نے ۱۲۳ھ میں امیر المومنین ہشام بن عبدالملک مروانی کے خلاف خروج کرا کے قتل کرایا۔ سب سے پہلے انہوں نے ہی اپنے ساتھیوں کو زیدیہ کہہ کر اپنی طرف منسوب فرمایا۔)

۲ لیکن جو سید ابراہیم کے دو بیٹے تھے جن کا نام معلوم نہیں۔ (یہ ان کے باپ کا نام معلوم ہے نہ بیٹوں کا) ایک لڑکا مر گیا۔ جہاں انہوں نے رہائش رکھی وہ جگہ فتح پور کہلائی۔ معلوم نہیں جنہوں نے فتح پور بسایا وہ ان کے بیٹے یا پوتے۔ ان کے ایک بیٹے کا نام فتح محمد تھا۔ (یہ بھی معلوم نہیں) یہ شاہ کا خاندان بیٹھ کے باعث ترک کر دیا ہوگا۔ سادات کی نجابت کی وجہ سے رہائش ترک کر کے یہیں آ گئے۔ فتح محمد کی والدہ کی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ مشہور چار بھائی تھے۔ شہ نشین شاہ۔ (ان چاروں سے بھی دو کا نام معلوم نہیں) ان چاروں کے نام پر چار محلے آباد ہوئے۔ محلہ شہ نشین شاہ محلہ نشین شاہ۔ محلہ چھتراں۔ محلہ پوستیاں۔ (وجہ تسمیہ یہ کہ دوسرے دونوں کے نام آپس میں شاہ اور پوستی شاہ ہیں گے۔ محلہ چھتراں کسی سبزہ وار سید کی وجہ سے محلہ سبزہ واراں بن گیا۔

(یہاں تک تو شجرہ یہ ہے کہ یہ مسکین سید ایک قصبہ میں مہاجر کی حیثیت میں پہنچتے ہیں اور تمام آثاروں کے محلے کل کے آئے ہوئے مہاجر سید)

[illegible] سے چند سادات ہجرت کر کے کسی معلوم مقام پر چلے گئے۔ فقیر نے [illegible] کے بیٹے [illegible] سے سنا تھا جو پرانے بزرگوں کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے پاس کے واردہ بتاتے تھے۔ (راقم نے سید [illegible] کے دادا سے سنا تھا) اسی موجود کی اولاد سید [illegible] حسن کرتے ہیں۔

[illegible] تیسرا بیٹا [illegible] ہوا تھا جو [illegible] کہ فاطمین مصر اور نوبان، دولت کی نثر [illegible] میں منسلک ہوئے کے [illegible] بڑے [illegible] خواں رہتے ہیں۔ چونکہ آپ [illegible] کے نہ تھے۔ اس لئے کتاب ہذا میں [illegible] کے لقب سے ہی آپ کا ذکر ہوگا۔[1]

---

[1] ۔ بزرگوں کی راقم الحروف نے خدمت کی ہے۔ کتاب متفرق [illegible] ان کی خدمت میں جواب [illegible] جواب آپ نے بہت سے نفس مضمون کے جواب کے [illegible] کرنے کی [illegible] کہ [illegible] (راقم) کی بابت مت پڑھو۔

شیعہ مذہب اور تبلیغِ دین

جہاد سیفی کیطرح جہاد قلمی بھی حرام ہے

شیعہ مذہب میں قبل از ظہور ... صرف جہاد سیفی کیطرح جہاد قلمی بھی حرام ہے
جہاد علمی کے چند پہلو ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ... دوسروں کا کام نہیں ہے ... پہچانتے ہیں نہ تعریف ... سکتے ہیں ... سیئے ... ناحکم ہے ... انہ علی دین من کتم اعزاتہ ... (صفحہ ۴۸۵) ... پر شیعہ ... سے فرمایا ہے ...

کتوبہ ... والتدھو ... ہے ... (صفحہ ۹۵) ... اس پر کوئی ... ستارہ ... ہے ...

یہاں شیخ ... اس کے ... اس پر ...

[illegible] سب مرتد ہو گئے تھے۔ انہوں نے بھی اپنے دین کو پوشیدہ رکھا یہاں تک [illegible] ان میں سے ایک آدمی دوسرے کے ایمان پر مطلع ہو جاتا تو کافر ہو جاتا۔ اور یہ بھی موجود ہے کہ اگر سنی شیعہ شود حکم کافر اصلی دارد کہ قضائے روزہ [illegible] واجب نیست۔ (حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۳۰۴ ـ ۳۴۲)

جلد ۳ صفحہ ۴۷ ۴۹ ۵۴ ۹۷ حق الیقین صفحہ ۱۲۳

اور اسی حق الیقین کے صفحہ ۲۹۶ پر تو ایسی ناپاک بات لکھی ہے۔ شیعہ تو کرتے بھی جائز منگیر ہے۔ اب شیعہ خود اپنے حق میں فیصلہ کریں کہ نبی علیہ السلام کی وفات کے وقت تین نو کے بالکل معدودے چند [illegible] تمام ہی مرتد ہو گئے۔ تیرہ تیرہ کی حد قرار دی گئی۔ اگر تعداد [illegible] یا حسین نے تبلیغ کی تو اس کا کوئی ثبوت دنیا بھر کی [illegible] کتاب میں موجود نہیں۔ کہ ان کے ہاتھ پر کتنے لوگ شیعہ ہوئے۔ [illegible] یہ کارنامہ شیعہ کہاں سے آگئے۔ مرآۃ کمرا کی تبلیغ سے [illegible] حال تو وہ بھی کافر سنی میں شامل ہیں۔

پھر [illegible] ہوئے [illegible] یہ [illegible] کتنی [illegible] اجتماعی [illegible] ان [illegible] ۳ [illegible] ۳ [illegible] ۱ [illegible] ۳ [illegible] فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات پر [illegible] کافر اصلی میں شامل ہیں۔

---

۱ [illegible] حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۶۰۰، کتاب خصائص [illegible] ہدایت [illegible] مجتبیٰ (صادق)

رہا امام مہدی کے ظہور کا وقت تو سنیئے لوگوں کا کہنا ہے کہ جب قتل کیا اشیتوں نے حسین علیہ السلام کو تو زمین و زماں پر ظلمت کا غلبہ ہو گیا۔ اور خدا نے ظہور مہدی کے وقت کو تاریک کر دیا ہے پس ہجری مقرر کیا ۲۴۲ ظہور مہدی کو سو سے سو تک موعود کی شرط پیش کر کے تعیین نہیں کی ہے اور وہ وقت پوشیدہ رکھا ہے آج ۱۴۰۱ ہجری ہے اور اس کو بھی دنیا سے اٹھ گئے کئی صدیاں ہو گئیں۔ آج مرزائی محمد کی ذریت میں پیدا ہوئے ہیں کہ گھر گھر گلی گلی اور ہر آن و ہر دم گھومتے ہیں۔ کہ آخر زمانہ کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں کہ ابھی تک کسی کا ظہور نہیں ہوا ہے۔

---

۱ ۔ اگر یہاں کوئی شیعہ صاحب یہ کہیں کہ حسین کے قاتل مسلمان ہیں۔ تو اس کا یہ جواب آج ۱۴۰۱ ہجری میں ہر ایک مسلمان جانتا ہے کہ حسین کے قاتل کون تھے۔ اور ان کا کیا انجام ہوا۔ سب کو معلوم ہے۔

[illegible] تفسیر القرآن [illegible]

[illegible] نے تمام کتب سماویہ اپنے منجملہ آیہ کے مذکورہ عن یقین کا جہاں تک
[illegible] آنکھ کے ساتھ ملتوان [illegible] مشترک
افراد [illegible] استثنا کیا گیا۔

[illegible] کی [illegible] آنکھ [illegible]
[illegible] کان [illegible]

[illegible]

[illegible] کس [illegible]
[illegible] تھا کفر [illegible]

[illegible] ۲۲۸

[illegible] قتیبہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴ - عمدۃ البیان میں ولا تسبوا الذین کی تفسیر کے تحت کہا ہے۔ کسی کو برا نہ کہو ورنہ وہ تمہارے بزرگوں کو برا کہیں گے

تخریج جلد ۱ ص ۳۶۶

باب فیمن شیعوں کے ہاتھ میں رہا کہ وہ خود مجلسی کو کہتے ہیں

۵ - شیعوں کی معتبر کتاب جامع عباسی میں ہے۔

قال النبیؐ من سبنی فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاجلدوہ

نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مجھ کو گالی نکالے اس کو قتل کردو اور جو شخص میرے صحابہ کو گالی نکالے اس کو کوڑے مارو۔

۶ - اخرج العقیلی عن انس قال قال النبی ان اللہ اختارنی واختار لی اصحاباً واختار لی منہم وزراء وانصاراً وانہ سیاتی قوم لیسبونہم وینتقصونہم فلا تجالسوہم ولا تشاوروہم ولا تواکلوہم ولا تناکحوہم

ترجمہ - فرمایا نبی علیہ السلام نے تحقیق خدا وند کریم نے مجھ کو برگزیدہ کیا تمام مخلوقات سے اور برگزیدہ کیا میرے لئے میرے صحابہ کو۔ اللہ اور انصار کو۔ ایک قوم آئے گی اور گالیاں نکالے گی ان کو اور ان کے نقص بیان کرے گی۔ پس تم اس قوم کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ان کے ساتھ مشورہ کرو اور نہ ان سے کچھ لو اور نہ ان کے ساتھ نکاح کرو اور نہ سسرال کی رشتہ داری کرو ان سے کہتے ہیں۔

۷ - ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے آخر زمانہ میں ایک قوم

جنکی تیس کا نام رافضی ہوگا۔ اور وہ اسلام کو چھوڑ دے گی۔ پس تم اس
قوم کو قتل کرو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔

۸۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے میرے
بعد جلدی ایک قوم ہوگی۔ جن کو رافضی کہا جائے گا۔ اے علی اگر تم
اس قوم کو پاؤ تو ان کو قتل کرنا۔ کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ حضرت علیؓ
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ان کی کیا علامت
ہوگی۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ تیرے اوصاف ایسے بیان کریں گے،
جو تیرے میں نہیں ہیں۔ اور تجھ پر طعن کریں گے۔ اور ایک روایت
میں ہے کہ تجھ میں اٹھائیں گے۔ کہ تم کو اہلبیت کافی ہیں۔ جو کہ روز ایسے
نہ ہوں گے۔ (در تشتی)

۹۔ اسی قسم کی ایک روایت اخلاق محمدیہ میں بھی بن تمزہ زیدی شیعہ
نے بیان کی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے
اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور میرے لئے میرے صحابہ کو
برگزیدہ کیا۔ ان میں سے بعض کو وزیر بنایا۔ بعض کو مددگار بعض کو
اصحاب۔ پس جس نے ان پر سب کی پس اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور
تمام آدمیوں کی لعنت اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کچھ بھی
قبول نہیں کرے گا۔

آپ کے لیے ہدایت

حضرت ادمہ بانو شاہد اسلام منزل ابڑ بیٹ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اے ابو بصیر یعنی ہم ہیں رب عرش و کرسی کے۔

اور ہم ہیں رب آسمان و زمین کے

اور ہم ہیں رب انبیاء اور ملائیکہ کے اور ہم ہیں رب روح و قلم کے

اور ہم ہیں رب جنات اور حور عین کے اور ہم ہیں رب شمس و قمر کواکب

اور جہاں کے قدس و جبروت و سرادق عظمت و کبریاء کے اور ہم ہیں سب

چیزوں کے رب۔ اور بندہ نہ کرے رب سوا اپ کے۔ ابو بصیر نے عرض کیا

یا بن رسول اللہ میں قربان جاؤں آپ کے اوپر کیا آپ رب ہیں جو

کہتے کہ فرمایا

فرمایا: ابو بصیر رب کے معنی ہیں مالک اور مربی کے ...

تیرے لئے یہ تفسیر نہ پہنچے گی۔ قدس میں ہم کو رب نہ دیا ہے

و اشرقت الارض بنور ربہا اور زمین چمکے رب کے نور سے روشن ہوجائے گی

یہاں نور رب سے نور آفتاب نہ نور خدا ....

رب اصل میں مصدر ہے جس کے معنی ہیں پالنا، پرورش کرنا،
پھر یہ لفظ کے یہ مصدر صفت کے معنی میں آئے گا۔ اور رب کے
معنی ہیں پرورش کرنے والا۔ یہ اللہ کے ناموں میں سے ایک صفتی نام
ہے جو کسی غیر اللہ پر نہیں بولا جاتا۔ محققین علماء کا کہنا ہے کہ اس
میں یہ بھی اس کے معنی میں تدریجی مرحلہ پر کسی شے کو ذہنی درجے سے اس
کے مناسب فعلی درجہ تک پہنچانا۔ جو صرف اللہ ہی کر سکتا ہے (ماخوذ
از قرآن مجید، حاشیہ ۱ صفحہ ۱۔ طبع مجمع ملک فہد، المدینہ المنورہ
۱۴۲۵ھ) مجمع البحرین نے کیا سوچا۔ صفحہ قرآن مبین کہتا ہے

اے ابو بصیر وہ نور، امامت آئمہ اہلبیت ۔ سالت تھا۔ جس کی تجلی
سی شعاع کو حضرت موسےٰ علیہ السلام برداشت نہ کر سکے ۔ اے ابو بصیر
زمین اور اہل زمین کا رب، امام ہے ۔ جب وہ ظہور فرمائے گا ۔ تو اس
وقت لوگوں کو سورج کی اور چاند کی روشنی کی ضرورت نہ رہے گی ۔

وسقاھم ربھم شرابا طھورا ۔

اور ان کا رب (امام) انہیں پاک شراب پلائے گا ۔ سب پہلے
خلاق عالم نے ہمارے لئے پیدا کیا ہے ۔ اور ہمارے ہی نور سے خلق کیا ہے ۔
اور مخلوق کو ہمارا چہرہ دکھانے کی خاطر موجود کیا ہے ۔

نحن صنایع اللہ والخلق صنایعنا .....

اور جناب علی علیہ السلام کے نورانی قطرات سے انبیاء و آئمہ پیدا ہوئے
پس انبیاء و آئمہ ان کے نور سے ہیں ۔ پس تدبیر و تربیت زمین
کے سپرد ہوئی وہ رب اسم ذات والا صفات ہیں ..... جناب حسنؑ کے نورانی
قطرات سے نوح و قلم پیدا کئے ..... پس وہ رب نوح و قلم ہیں .....
فرزند علی علیہ السلام نے ہیں سے ہفت آدم کی تربیت (نقیب) کو چار ہیں
روز تک اپنے ہاتھ سے گوندھ کر تیار کیا ۔

ملحوظہ ۱ صفحہ ۲۲ تا ۲۵

مصنف نے یہاں کیا کچھ دیگر متعدد شجرہ خانوں میں سے کس قسم کے عقائد
اخذ کر چکے ہیں ۔ چنانچہ تحفہ میں ہے ۔ کہ

فھو قسیم جنۃ والنار پس علی ہی جنت و دوزخ بانٹنے والے
لا یدخل الجنۃ الا محبوہ ولا ہیں جنت میں صرف اس کے محب و دشمن
یدخل النار الا مبغضوہ (تحفہ صفحہ ۳۰۴) ہونگے ۔ اور جہنم میں صرف بغض و دشمن

تبصرہ

ان روایات کے اقتباسات پر تبصرہ محض تضیعِ وقت
سمجھتا ہوں۔ مگر موٹی سی دو باتیں بیان کئے بغیر آگے
بڑھنا بھی کچھ نہیں چاہتا۔

[illegible] اور آپ سب کے سب رب ہیں اور مخلوق بھی ہیں۔ خیر ان کا
خالق ہونا تو آپ کی اور میری سمجھ میں آ گیا۔ مگر رب ہونا بھی ذرا دور تک
سمجھ میں آنا مشکل ہے۔ جب کہ ان تمام روایات میں سب سے بڑے
رب کا ان شیعوں نے جو تصور پیش کیا وہ نہایت عبرت انگیز ہے۔ ان کی کتب
میں اس رب کے جو دو ٹوک اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے
ایک رب کی چند جھلکیاں آپ ان سطور میں دیکھ چکے ہیں اور دوسرے
رب کی چند جھلکیاں حسب ذیل میں دیکھ لیجئے۔

میں یہ تک ذہن میں رکھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتا کہ ہمیں بہت محسوس
نہیں کرتا کہ ستیہ نارائن کی کتھا، اس گنگا دشہرہ کی تصویر کا ایک شوشہ بھی
بسنت کی کتابوں میں موجود نہیں۔ آج تک بسنت کے کسی عاشق نے اپنے
کسی خط یا وثیقہ میں اس قسم کی ہرزہ سرائی نہیں کی۔ کسی رسالہ خیالہ
میں یہ بے ہودگی کو جگہ نہیں دی۔ مگر جب کہیں منافرِ نفرت پیدا کرنی ہو

---

[1] اس کتاب میں ہم اور آئمہ کا لفظ بار بار آئے گا۔ یہ صرف
[illegible] طور پر ہے۔ اس سے شیعوں کی مزعومہ عصمت
کا عقیدہ نہیں۔ بلکہ علم و تحقیق کی بنا پر ہم ان کی شہرت
کی بنا پر ہی کہہ سکتے ہیں۔ جیسے آئمہ اربعہ اور دیگر ائمہ کرام جو
اہل سنت کے ہاں گزرے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسرا باب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

روک نہ سکے ۔ (حجۃ الیقین ۲۰۷) حاشیہ صفحہ ۱۰۱

۹ - قرآن کو پارہ پارہ ہوتے دیکھا لیکن کچھ نہ کر سکے ۔

۱۰ - نبی کی امت کو گمراہی میں پایا لیکن ہدایت نہ کر سکے ۔ دردِ دل دیتے رہ گئے ۔

۱۱ - کفر کو زمزم نوا بھرتے دیکھا لیکن گرفت نہ کر سکے ۔

۱۲ - بدعت کا فروغ دیکھا مگر بول نہ سکے ۔ (حجۃ الیقین ۲۰۷)

۱۳ - ان کے سامنے شوہروں سے عورتیں چھینی گئیں ۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت کو دہ مہینوں قید کیا گیا ۔ مگر آپ نے [illegible] خلافت کے نہ بنتیں کی واپس نہ دلا سکے ۔

(کتاب الروضۃ کافی صفحہ ۲۹۱)

۱۴ - علی کو مسجد سے کیسی زیادتی سے نکالا گیا ۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قال اللہ تعالیٰ ان [illegible] قلوب المؤمنین [illegible] ۔ (حجۃ الیقین صفحہ ۲۰۲)

۱۵ - ان کی زوجہ بیت [illegible] ان کو فی تب [illegible] جو رحمت میں پردہ نشین ہوئیں ہیں ۔ ورخ [illegible] کہ [illegible] کے بیٹے کتے ہو ۔

(حجۃ الیقین صفحہ ۲۰۲)

۱۶ - یہ سنی وہ ہیں جن کی زوجہ کو اپنے گھر میں لفرق دامد ہزرگ، جنہوں نے شوہر
کو رشتہ بھی نہ دیا اور دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے بیرون شہر قیام
کرنے پر مجبور ہو گئیں۔ (تذکرہ ۔ یہ صفحہ ۳۱)
یہ ہے وہ حقیقت جس کو اس قصہ کے سینکڑوں واقعات کتب شیعہ میں بیان
کئے گئے ہیں۔ جن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایک بے بس، مجبور، مظلوم اور مقہور
اور ناجائز و ناحق شخص کی حیثیت میں پیش کیا گیا ہے۔ ایک طرف علی
رضی اللہ عنہ کا یہ حال اور دوسری طرف یہ بیکسی و بے بسی کا اظہار، اتنی ذلت
اور رسوائی، شرمندگی پر شرمندگی، مگر عباس کے پوتے کے
سر سے ٹلنے کا نام نہ لیتا کہ آپ موقع پر فوراً لفظاً سے ہوتے ہوئے پہنچے، اور پیار بھرا
لہجہ اختیار کر کے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی اگر تم آج ہی زمین مجھ سے بخشوا نہ لیں
تو میں اپنے آپ کو قتل کر دوں گا۔

(تذکرہ بحث الخلافۃ فی حق علی رضی اللہ عنہ صفحہ ۳۱ مصنفہ سید
مرتضیٰ حسین بی اے۔ مطبوعہ فضل محمود کمپنی پریس دہلی)

حضرت خلیفہ ثانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو نمبروں سے ثابت کیا کہ مجھ سے کتنے بڑے بڑے
سر کاٹے جا چکے ہیں۔ (تنقیح ص ۲۳ - ۲۴)

نبی علیہ السلام کی وفات کے وقت صحابہ کی تعداد

ہو ذر، مقداد سلمان بلال ۔ حذیفہ یمانی زبیر فضل بن عباس عبداللہ بن عباس ۔ عائشہ بن عقبہ صفوان ابو ایوب خالد بن سعد بن عثمان بن حنیف سہیل بن حنیف ابو سعید خدری قیس بن ابی سعد ابن عبادہ رئیس انصار بریدہ ۔ برادران مالک خباب بن ارت رفاعہ بن مالک نضر بن انس ہند بن ابی ہالہ حمید بن عبدالرحمن مخرمہ اسلم بن اوس بن خارجہ بن کعب رضوان اللہ علیہم اجمعین ؛

خلاصہ یہ کہ رسول پاک کے جن مخلص رفیقوں کی تعداد ہے تیار کردہ تو ایک علیحدہ مفصل کتاب کی شکل اختیار کر جائیں ۔ مگر اس قدر کہتا ہوں کہ رسول پاک کے ان صحابہ کو کہ جنہوں نے دور رسالت میں اسلام کی خدمت کی ہے ۔ سب کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی ۔

اڑا دیا ہے۔)

ایک بھی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب بنی ہاشم مرتد ہو گئے۔ (مجلس، مومنین جلد سوم)

(لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم اس منہ پھٹ نے یہ بھی نہیں سوچا کہ جن فرقوں کے تذکرے ہو رہے ہیں ان کی بنیاد کب پڑی۔ اور کس وقت یہ ہجری قدیمی تحریریں لکھی گئیں۔

بارہ ہزار اصحاب رسول ہر دو ہزار کے۔ آٹھ ہزار مدینہ شدد و ہزار بخیر مدینہ سے۔ دو ہزار ہاکردی دیگر ہیں سے۔ دیگر نہیں ہیں شد نہ قدریہ تھی نہ مرجیہ نہ حروریہ نہ معتزلہ نہ مرجیہ رہے۔ پس سب شب و روز روتے تھے وہ روی کہ یا اللہ تمہیں رسول کی سنت سے پھیر کر روح قبض کر لے۔

(۱) امام جعفر کتاب خصائص بن بابویہ وحید شیعہ صفحہ ۲۸۹ ۱/۲ دروغ گو حافظہ نباشد۔ کوئی ان سے پوچھے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ جن فرقوں کے تذکرے ہو رہے ہیں ان کی بنیاد کب پڑی۔ اور کس وقت یہ ہجری قدیمی تحریریں لکھی گئیں۔

سلمان اور مقداد کا ایمان کتاب خصائص میں بسند معتبر ۱۲ ہزار دفعہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ سب سے سلمان پر علم

اگر مقدار پر پیش کیا جائے تو وہ کافر ہو جائے۔ پھر آنحضرت نے مقداد کو فرمایا کہ اگر تمہارے صبر سیمان پر پیش کیا جائے۔ تو وہ کافر ہو جائے

از ترجمہ حیات القلوب جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۰ ؎

ایک دردمندانہ اپیل

میرے شیعہ دوستو! ہم سب کو ایک دن خدا تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہونا ہے۔ وہاں ہر ایک کا ایک ایک فرد ہمارے سامنے پیش کیا جائے گا۔ آپ کے پاس آپ کے مجتہدین کے پاس آپ کے مبلغین درس کے پاس اپنے دین کے متعلق سوائے تاویلات اور مضحکہ خیز روایات کے کچھ نہیں۔ آپ اگر خود اپنے مذہب کو بنظر غور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں تو آپ کو روز روشن کی طرح معلوم ہو جائے گا۔ کہ آپ کے علم دین کی بنیاد کن کمزور اینٹوں پر ہے جو بہت کچھ گر چکی ہیں۔ آپ کے علوم مذہبی سب اہلبیت کے خرمن علم سے خوشہ چینی کر کے صراط مستقیم سے بھٹک چکے ہیں۔ قطع نظر سینکڑوں اختلافی مسائل کے اسی ایک بات سے اندازہ کر لیجئے کہ شیعیت تمام دنیا کا ایک پسندیدہ مذہب ہے۔ اہلسنت میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں کہ جس میں حسنین کے فضائل و مناقب سے روگردانی کرنے کی ہمت ہو۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ اہل سنت کس محبت کس عقیدت سے حسنین کی بنیاد و توقیت میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ اہل سنت کی کتابوں میں حسنین کے فضائل کے دفتر کے دفتر بھرے پڑے ہیں۔ یہ ہی نہیں بلکہ

؎ مزید تفصیل کے لئے میری تالیف "حقیقت مذہب شیعہ" دیکھو۔

نبی علیہ السلام بلاغت و فصاحت فرماتے ہیں

[illegible] کہ عمل بن ابی [illegible]
[illegible] سے [illegible] وہ [illegible] تک [illegible] کہ [illegible]
[illegible] انتظار [illegible] - [illegible] کہ [illegible] فرشتہ
[illegible] - [illegible] اس [illegible] نے [illegible]

[illegible] شیبہ [illegible] نے [illegible] ابو [illegible] تفسیر [illegible]
[illegible] پر [illegible] عمر [illegible] جریر [illegible] تفسیر کے [illegible]
جس نے سب سے پہلے اس فن میں کتاب تصنیف کی ہے - [illegible]
کہ [illegible] سلام عبداللہ بن سبا یہودی تھا مسلمان ہو کر اس نے [illegible]
سے دوستانہ مراسم قائم کئے - وہ اپنے یہودیت کے زمانہ میں کہا کرتا تھا
یوشع بن نون [illegible] کے وصی تھے سلام دینے کے بعد اس نے [illegible]
کو [illegible] سلام کا [illegible] شروع کیا - مشہور شیعہ عالم [illegible]
[illegible] کا [illegible] رکھتے ہے - کہ [illegible] کے [illegible] وصی کا لقب سب سے پہلے
اس نے اختراع کیا - اس [illegible] کے [illegible] نے [illegible] تمام [illegible] شیعہ
اور [illegible] سب یہ روایت [illegible] سے [illegible] نے [illegible]
جس طرح وصایت کا عقیدہ ابن سبا کے ذہن کی اختراع ہے [illegible]
کی اختراع [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible]
[illegible] نے [illegible]

منشی واصل فتنہ وغیرہ سے اس کے ترتیب دیا - اور حکم دیا کہ ہمراہ
کثر صحبت جانب بلاد روم جاؤ - جس جگہ اس کا باپ شہید ہوا تھا - اور
غرض حضرت کی اس لشکر کے بھیجنے سے صرف یہ تھی کہ مدینہ اہل فتنہ اور
من فتنہ سے خالی ہو جاوے - اور کوئی علی بن ابی طالب کے مخالفت دعوے
نہ کرسکے - اور مرض فتنہ جڑ سے اکھڑ جاوے - مگر آپ کا مستقر اور حکم ہو جاوے

تنبیہ

علی شیعہ السلام اور تاویل قرآن پر قتال -

جیسی سی شیعہ یا سنی کی کتاب میں یہ مذکور نہیں آیا - کہ سیدنا علی
نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کسی سے قتال کیا ہو - تم نے تو کتب شیعہ میں صرف اس قدر
پڑھا ہے - کہ خلفاء ثلاثہ کے عہد میں آپ نے مسجد میں مجمع عام میں بیٹھ کر
مگر کسی سے کچھ نہ کہا - پھر گھر میں جا بیٹھے - اب جو آپ کے عہد خلافت
کا حال سنو تو آپ کو معلوم ہو جاوے گا - چنانچہ اسی جلد بیسویں
میں لکھا ہے کہ جب آپ نے مسند خلافت پر قدم رکھا تو سب سے پہلی
بات جو آپ نے فرمائی یہ تھی کہ جو لوگ مدینہ سے باہر نہ نکلیں - اور چار دیواری میں
بیٹھے رہیں - ان سے کچھ تعرض نہ کیا جاوے - پھر آپ نے قرآن مجید فرمایا اور جو دلیل
اس کے ہاتھ میں تھی - اس کو پیش کیا - اور فرمایا
کہ اس قرآن کے موافق عمل کرو - اور جو اس کے خلاف ہو تو حکم
کرے - اور جو اس کے موافق ہو تو اس کو قبول کرے - اور جو اس کے خلاف ہو تو اس کو رد کرے
اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے
اور میں تم سے اس بات کا طالب ہوں - جس کا تم نے مجھ سے اقرار کیا ہے
اور میں تم پر حجت ہوں - اور تم میرے اوپر حجت ہو - اور میں تم سے
قرآن کے موافق عمل کرنے کا طالب ہوں - اور تم پر حجت ہوں - اور تم میرے اوپر
حجت ہو - اور میں تم سے

آیات کفر و نفاق منافقین قوم و آیات نفس خدمت جب میں تحریف
اس وجہ سے خیانت نہ اس قرآن میں کر دیا۔ جب آپ نے فرمایا
جبرئیل ظاہر کو تشریف لائے۔ اور فرمایا اس قرآن کو نہ لکھنا
آل محمد نہ لکھیں گے۔ صفحہ ۲۰۲ - ۲۰۳ یہاں پر تحریف
عباس کے پرانے کی بات آپ نے فرمائی کہ وہ بیٹا کہ
جس پر آپ کو شک کرنا حکم دیا تھا۔ اس پر یہ خاموشی۔ اور
قرآن سے انکار تک کی وقت ہو جب خدا پر نہ بھروسہ رہا
آپ نے اپنی خوشی میں قرآن نہ لکھا۔ آپ کے دو
آپ کی اس قرآن سے محروم رہے یہ قرآن گویا
آپ کے کہنے نہ لکھا۔ اور باقی تمام مومنین کو اس سے
آخر زمان تک قرآن سے محروم رکھا۔ ع۔ بسوختند
چہ بد بختیت۔ بنی ہاشم کے خلاف ترجمہ میں
حضرت بدر نہیں کہ ان کی تحریف کرنا ہوتی۔ کہ
باغ و بہار ہے کہ آنحضرت نے کسی وقت میں حکم دیا تھا
بنی اس عقیدہ سے ہر شخص کو ہوشیار رہنا چاہئے۔

۱؎ یہ مضمون قلمی ہے۔ سنہ نہیں ایک بیاض پر ہے۔
صافی شریح کافی : جو ہم نے لکھے۔ کہ جب تک امام
مومن نہ ہوں گے۔ امام مہدی آخر زمان ہرگز نہیں
ہوں گے۔ اور یہ کروڑوں شیعہ بیٹھے ہیں ؟

نبیؐ اور علیؑ کی سیرت

فتنہ کا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷ سے آگے

۴ - تزئین لیب - یہ بھی شیعوں کی صحاح ستہ میں سے ہے - اس کے
مصنف بھی تو ہی ہیں - اس میں بھی نکاح متعہ - پھر متعہ پر تمام ہونے
والی جنتوں کی نعمتوں کی تشریح جنت کے بیان میں موجود ہے
۵ - یہ بھی ان کی معتبر شرح ہے جو ۱۲۴ - جلد میں ہے
۶ - اکتیب مرتبہ محمد مرتضیٰ - ۲۴ - پارہ تک کی تفسیر ہے
جو کتابی شکل میں ہے - اس کے مقدمہ میں تحریف قرآن کے
کرسیاد کرتے رہتے ہیں -
۷ - نور ثقلین - یہ شیعہ کی تفسیر ہے - اس کا بھی تحریف
کے کرشمے کی طرح ذکر ہے - اس کا بھی شیعہ میں درجہ
پہلی تفاسیر کے ہے - اور اس میں بھی تحریف قرآن کے
۸ - تفسیر صافی جس کے مصنف محمد محسن ہیں - اس کا بھی تحریف
بہت اہتمام سے ذکر کیا ہے - اس کا اختلاف کیا ہے -
۹ - کتاب شہادت عظمیٰ محمد حسین ۱۹۰ -
بھی اس تحریف قرآن میں مکمل ہونے والی -
گمراہ کیا ہے جن کے متعلق لکھا ہے
ان حسنات کذب اذا خاصم فجر -

صحابہ کرامؓ کی خوبیاں

تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں ہے کہ الفحشاء سے مراد میں جناب اول اور المنکر سے مراد میں حضرت ثانی اور البغی سے مراد میں مسٹر ثالث۔

(مقبول قرآن امامیہ ۵۵۱ ۲۶)

جعفر ابن بابویہ القمی کی مصباح ہدایت جلد دوم صفحہ ۸۶ پر شیخین رضی اللہ عنہم جمعین کے متعلق صاف لکھا ہے کہ وہ غیر مسلم، منافق، شر، ظالم آثم اور کاذب ہیں۔ (ایضاً ۲۹)

قرآن میں جہاں جہاں لفظ شیطان آیا ہے اس سے مراد ثانی (عمر) ہیں۔ (مقبول قرآن امامیہ صفحہ ۵۲)

کسی کا قول ہے کہ کر شیعوں سے پوچھا تھا۔ کہ شیعہ کے معنی کیا ہے تو کہیں گے بہت اچھے۔ موسیٰ کے ساتھی کیسے تھے جواب دیں گے بہت اچھے۔ اور محمد کے ساتھی کیسے تھے جواب دیں گے بہت برے۔ ان کو کوئی نہیں جانتا نہیں۔ کہ ہم سب صحابہ کرام ہمارے دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ نہیں ہرگز یہ مقصد نہیں ہوتا۔ کہ ہم اور ہمارے بڑے جو ہمارے سامنے کی فوت ہوئے جس کی بنیاد رکھی تھی ہم پورے مورخ ان کی تاریخ کو بیان کرتے ہیں۔ اگر یہ بات کہوں تو بیجا نہیں۔ کہ یہ لوگ مزخرفہ بیانیت کی وجہ سے

تفسیر اکبر[1]

حملہ حیدری کے چند شعر بحق سن پیشگی۔

چنین گفت راوی کہ سالار دیں — چوں سلم بگفتہ جہاں آفریں
نہ نزدیک آن قوم بد کیش رفت — بموجب مراسم پیمبر رفت
چو آن جمع را دید آراستہ — کہ سر پنجہ را ہیچ نتواں کاست
بنی بردرش نہ رشن چوں رسید — بگرمشش دست سوئے کشید
چوں ہر یکے زاں حصار آگہ شد — نہ نہ بروں رفت و نہ اندر شد
چناں رفتہ پیچیدہ بہ ہم درشت — کہ دم فلک سائے نجوم گشت
ہر یکے زباں بہ دشمن گرفت — دل اہل حمیت بجا گرفت
کہ در کس چنیں قوت آید بہ پیر — گر با پنجۂ شیر گردد دلیر

گرفتہ در حرث آں غار جا — دلے پیش ہر یکے بنہاد پا
بہر جا کہ سر از خم بیرون کند — تبر بر سر و گردنش خون کند
ہمیں گونہ شد تا شب آں روز قیر — سیہ رخنہ گردید تا نیم شب
بہ رخنہ گوہنہ آں یار غار — نہ با سے کہ زد رستے از کارزار

نیر خنیس کا اسے از غیر او
بد نیساں چوں ہ دشت از شت ور

در آمد رسول خدا ہم بتب ر
نشستند یکجا ہم ہر دو یار!

شد پر لو نیر بتہ ام شہ
دہ نہ سے در آں نماز آب وضو کم

نمود ہم ز عال الحجاب شہر
حبیب خدائے جہاں را خبر

اس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر بھی ہجرت کے لئے آمادہ تھے چونکہ نبی علیہ السلام نے پہلے ہی اشارہ دیدی تھی۔ نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کے گھر پہنچکر ہجرت کا مژدہ سنایا۔ آپ گھبرے نہیں کہ نبی علیہ السلام اکیلے روانہ ہوئے۔ جب پکڑنے کھڑے کیا۔ تو نبی علیہ السلام کے پاؤں مبارک زخمی ہوگئے۔ اسی وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا۔ یہاں تک حمیدیہ

ہے کہ بڑے بزرگ کے لئے یہ الفاظ استعمال نہیں کر سکتے۔ ۳۴ ۔ ۳۳
میں پوچھتا ہوں جب آپ سے پہلے مصنف تحفہ حمیدیہ کو یہ خیال کیوں نہیں آیا۔ یہ کہنے صاحب! اس کے لئے مصنف تحفہ حمیدیہ کی طرف رجوع کیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیعہ مذہب کی تمام عمارت ایک جھوٹ کی بنیاد پر ہے۔ ایک جھوٹ اور سب ایک دوسرے کی پیروی کرتے ہیں۔

کا مستند کہنا ہے۔ کہ یہ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ کہ یورپ نے آخر
یہ ہیئت کس طرح اخذ کیا۔

جب شیخ کے دماغ پر پہنچے تو حضرت ابوبکر رازی رحمۃ اللہ علیہ
تشریف لے گئے۔ اپنی قمیض پھاڑ کر سوراخ بند کیے۔ پھر بھی خون
نہ تھما تو شربت فرد سے گئے۔ قمیض دو سو راخ باقی رہ گئے۔ ان میں کپڑے
ٹھونسے پر خون بند ہو گیا۔ انہیں کپڑوں سے ہم کو بھی ہو سکتا ہے۔ (یعنی)
اگر ہم کو بھی یہ شربت کہیں سے مل جائے تو ہم بھی ان کپڑوں سے
کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھا سکیں۔

شیخ کی کتب سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے بیماروں کو
بیہوش کر کے جراحی کی ہے۔ مگر اس موقعہ پر انہوں نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے یہ

۱؎ شیخ کہتے ہیں کہ فتح قمر کے دن میں اسہال
خون ناک کثرت سے ہوا۔ میں نے ہر چند چاہا کہ بند ہو جائے
مگر نہ ہوا۔ آخر میں نے ایک کپڑا لیا اور اس کو
مٹی میں اور پیشاب کر کے ملا اور سوراخ میں کوئی بارہ
تہیں رکھ کر باندھ دیا۔ اس تدبیر سے خون بند ہو گیا۔ مؤلف کہتا ہے
شیخ کے ہاتھ میں ایک جراحی کی کتاب ہے اور اس میں یہ لکھا ہے
جس کا ترجمہ کوئی نہیں کرتا۔ دیکھو یہ تدبیر شیخ نے کہاں سے

پڑھیئے - اگر اس گروہ کے کسی فرد کے دل میں انصاف کی ایک رمق بھی باقی ہوتی تو یہ لوگ اپنی کتب میں مندرج اپنے آئمہ کے اقوال کے علی الرغم یوں ہر زہ سرائی اور بے ہودہ گوئی کو نہ اپناتے -

آیئے ! آپ کو ذرا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دربار میں لے چلتا ہوں کہ آپ صحابہ کرام کے متعلق کیا فرماتے ہیں - یہ سب مجموعہ آپ کے خطبات و ارشادات اور اقوال و نصائح کا - اس کا نام نہج البلاغہ ہے - آپ لوگ بداخوف و بداختلاف اس کتاب کو سیدنا علی کیطرف منسوب کرتے ہیں - اس کے مرتب کوئی شریف الرضی ہیں - اور اس وقت اس کی بیسیوں شرحیں متداول ہیں -

لیجئے ! ایک خطبہ کا اقتباس سنیئے ! اور یہ خطبہ آپ نے اس وقت فرمایا جب آپ کے شیعوں نے آپ کا ناطقہ بند کر دیا - ان کی نافرمانیوں نے آپ کو بہت تنگ کیا - ان کے افعال و کردار سے آپ بیزار ہو گئے - آپ فرماتے ہیں -

وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے قبول کیا قرآن پڑھا تو اسے خوب اپنایا - جب قتال کی انہیں ترغیب دی گئی تو شوق سے اپنے میں نوں سے سونت کر لیئے شوق سے میدان جنگ میں آگئے جیسے دودھ دینے والی مادہ کو اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے آنی ہے - وہ جب تک ہر کہ زمین پر پھیل گئے - اور جنگ کے لئے قرار دے والا ہو گئے - کمر بستہ ہو گئے - اور کچھ غازی بن کر واپس لوٹے - مگر یہ زمانے کی کثافت کی وجہ سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں - مسلسل روزے رکھ رکھ کر ان کے چہرے زرد پڑ گئے - کثرت دعا کی وجہ سے ان کے ہونٹ

خشک تھے۔ شب بیداری کی وجہ سے ان کے چہرے زرد تھے۔ ان کے چہرے پر خشوع و خضوع کرنے والوں کی اداسی تھی۔ یہ میرے وہ ساتھی ہیں جو گزر چکے ہیں۔ اب ہمارے ذمے واجب ہے کہ ان کے لئے دعا و محبت کا اظہار کریں۔ اور ان کے فراق پر آنسوؤں کے ساتھ کائیں۔

(تتمہ متن لب نہ جزو اوّل صفحہ ۲۳۴)

سیدنا علی رضؓ کے صرف ایک ارشاد کے بعد ہی معاملہ ختم ہو جانا چاہیے اور آپ کے اس بیّن ارشاد کے بعد آپ کی مخالفت کی راہ چلنے والے ایک مزاج انسان کی نظروں میں پہلے درجے کا زندیق، فاسق اور فاجر تھے۔ آپ صحابہ کرام کو بھی اپنے ہی نبی کے ساتھی کہتے ہیں۔ ان کی عزت ہم پر واجب ہے۔ اور یہ دو دھڑے کے پیشوا اپنے امام اوّل کے ارشاد کے باوجود خوف خدا یا کرام کی دوستی پر ہر دو بڑے اطمینان سے مطمئن ہو جاتے ہیں کسی لغت کی کتاب میں نہیں گئے۔ آگے چلتے۔

میں نے بارہا سنی سنیہ مسلمان کو صحابہ کرام کے بارے میں بدگمان نہیں پایا۔ وہ شیعہ کو دشمنوں میں سے سمجھتے۔ رافضی کو گمراہ اور قیامت کی نعمت میں گزرتے تھے۔ ایک بہترین قسم فرقی سنی سے سنی ان پائے گی۔

وہابیوں نے سر رشتہ علی اسلام کی بنیاد تراشیدہ کتاب پر رکھی ہے۔ جس کا نام تقویۃ الایمان ہے۔ اس کتاب میں صحابہ کرام کو آپس میں ایک دوسرے کا دشمن بتایا گیا ہے۔ وہابی اپنی پیشانیوں پر رکھتے ہیں جن سے

وہ اپنی آخرت یاد کرتے تو معلوم ہوتا کہ انگاروں پر کھڑے ہیں۔ ان کی آنکھوں کے درمیان لمبے سجدوں کی وجہ سے مینڈھے کے گھٹنوں جیسے گٹے ہوتے تھے جب آپ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں آنسو برساتیں یہاں تک کہ گریبان تر ہو جاتا۔ وہ عذاب کے خوف سے اور ثواب کی امید سے ایسے لرزتے اور کپکپاتے جیسے تیز آندھی میں درخت کی حالت ہوتی ہے

(تذکرہ جزا صفحہ ۷۳) منہج السنۃ شرح ج ۱ صفحہ ۹۰)

محمد بن اسحاق سیرت نگار نے جن خلافا میں صحابہ کرام رضوان اللہ کی تعریف فرمائی یہ آپ کا ہی کام تھا۔ آج تک آپ جیسے اخلاق میں صحابہ کرام کی برابری کوئی نہ کر سکا۔ اور آپ ایسا کیوں نہ کرتے جبکہ آپ نے دس سال کی عمر سے لے کر اپنا بچپن عشرہ مبشرہ کے ساتھ گزارے۔ تیس سال کی عمر تک آپ کی زندگی میں تین سال صدیق اکبر کی خلافت میں بارہ سال فاروق اعظم کی خلافت میں دس سال سیدنا ذوالنورین کی خلافت میں۔

یہ وقت وہ تھا کہ اچھے سے اچھے کو موت مار رہا تھا۔ امین اکرم صلی اللہ سید آمنہ وسلم اپنے چچا کی اولاد کی بچوں کو برداشت نہ کر سکے انہیں اپنے پاس لے آئے۔ پرورش کی، بیٹی دی۔ اور دوستی کے چار صدیق اکبر نے ہر قدم پر آپ سے مشورہ طلب کر کے آپ کی عزت افزائی کی۔ فاروق اعظم کی ذات سے تو آپ ایسے متاثر ہوئے کہ اپنی بیٹی ان کے عقد میں دیدی۔ حضرت ذوالنورین سے آپ کا دوہرا تعلق تھا۔ کاروبار، خلافت کے موقع پر۔ تو وہ گذشتہ عیش بے فکری آرام اور امن کے دن یاد آتے گئے۔ کاش کہ آپ حضرت ذوالنورین کے

قوتوں کی سرپرستی سے دست کش ہونے کی جرأت کرکے ان کے حصار سے نکلنے کی ہمت کرتے۔ تو اس قدر پریشانی میں باقی زندگی نہ گزرتی اور آپ گذشتہ زندگی کے آرام کو یاد کرکے یوں منت سماجت نہ کرتے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے فکر و دماغ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے منہ بند کی ہے۔ اور ان کی عقلوں میں ان سے کلام کیا ہے۔ پس ان کے دل، آنکھیں اور کان نور ہدایت اور رحمت سے منور ہو گئے۔ وہ گذشتہ ایام میں اللہ کی۔ پہلے اوپر کی ہوئی نعمتوں کو یاد کرتے ہیں۔ اس کے مقام جلالت سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ گویا بیابان جنگل میں ہدایت کے نصب شدہ نشانات ہیں۔ جو میانہ روی کرے اس کا طریقہ پسند کرتے ہیں اور اسے نجات کی بشارت دیتے ہیں۔ اور جو شخص دائیں بائیں چلتا ہے اس کے راستہ کی مذمت کرتے ہیں۔ اور ہلاکت سے ڈرتے ہیں۔ وہ طرح وہ ظلمت کے لئے چراغ ہیں۔ اور شبہات کو دفع کرنے والے دلائل تھے۔ وہ ذکر اللہ والے تھے۔ کہ دنیا کے بدلے اسے لے لیں۔ پس کوئی تجارت اور خرید و فروخت انہیں اس سے غافل نہ کر سکیں۔ وہ زندگی کے دن سی میں کاٹتے تھے۔ اور غافلوں کے کانوں میں اللہ تعالیٰ کی محرمات سے ڈانٹ اور توبیخ سناتے تھے۔ انصاف کا حکم کرتے اور خود بھی اس پہ کاربند تھے۔ برائی سے روکتے تھے۔ گویا انہوں نے دنیا کو آخرت کی طرف پھینک دیا تھا۔ کہ دنیا میں رہتے ہوئے اس کے بعد کی چیزوں کا مشاہدہ کیا۔ اور وہ اہل برزخ کی اس طویل اقامت کی وجہ سے چیزوں پر مطلع ہو گئے تھے۔ اور قیامت کا منظر ان کے سامنے تھا۔ اور اس پردہ دنیا کے سامنے نہ تھا۔ ..... جس نے ان کو ہدایت کے دائم

جھنڈے اور ہدایت کے لئے روشن چراغ پایا۔ رحمت کے فرشتے
ان کو گھیرے رہتے تھے۔ ان پر سکینہ و رحمت نازل ہوتی تھی۔ اور ان
کے لئے آسمان کے دروازے کھلتے تھے۔ بہت سے نشان و بشارتیں
ان کے لئے تیار کی گئیں تھیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے مقام اور مرتبہ پر مطلع تھا
ان کی نیکیوں اور قربانیوں کو قبول کر لیا۔ اور ان کے مقام عالی کی تعریف کی

(نہج البلاغہ جزء دوم ۔ ۳۳۷ ۔)

فرمیئے میاں بوستی صاحب! ایڈیٹین کیا خیال ہے آپ کا سیدنا علیؑ
کے اس رشتہ کے معاملہ میں۔ مولانا قریب نے اگر کہیں عین العیون میں
کوئی اس قسم کا شذرہ لکھ دیا جس سے صحابہ کرامؓ کی کسی صفت کا کوئی پہلو
خدانخواستہ مجروح ہوتا تھا۔ تو آپ نے فوراً حاشیہ میں یہ جڑ دیا کہ ایسی روایات
قریبی مخالف مصنف نے نقل کی ہیں۔ اب سیدنا علیؓ کو آپ کیا کہتے
ہیں۔ کہیئے اور کھل کر کہیئے۔ جھجکیئے نہیں۔ اس میں شرمندگی کی کوئی بات
نہیں۔ سیدنا علیؓ کو آپ نے محض اپنی مطلب برآری کے لئے ایک آڑ کے
طور پر استعمال کرنے کے لئے یہ سب کچھ لکھا تیار کیا ہے۔ ورنہ علیؓ واقعی آپ کے
قریبی مخالف ہیں۔ اسی لئے آپ نے ان کی خلافت کے دور کو ان کے لئے
دنیوں کی سیج بنائے رکھا۔ ان سے ایک بیٹے کو ذبح کیا۔ اس کے نیچے سے
جائے نماز کھینچ لی۔ ران میں نیزہ مارا۔ کندھے سے چادر کھینچ لی۔ اور مذاق
المومنین جیسے سوقیانہ لفظ سے مخاطب کیا۔ آپ کے دوسرے بیٹے کو چکے دھوکے
اور فریب سے خود کھڑے ہو کر کفر بکنے۔ جب وہ غریب پہنچا تو ایسے آنکھیں پھیرا
ہیں جیسے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا۔ اور جب وہ غریب الوطن تمہاری بے وفائی

اور خباثت سے مسلح ہو کر عازم دمشق ہوا تو تم نے اسے شہید کر دیا۔ اور دنیا کی طرف سے لعنت کے ڈنکوں سے برسنے لگے تو تواب بن کر نمودار ہو گئے [1]

۷ ان کو اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہی سب ملاقاتوں سے بڑھ کر محبوب تھی وہ اپنی آخرت کا ذکر کر کے ایسی بے چینی سے تڑپتے تھے۔ گویا آگ کے انگارے پر تڑپ رہے ہیں۔ میرے وہ بھائی جنہوں نے قرآن پڑھا تو اس پر خوب عمل کیا۔ حلام شبہ میں غور کیا۔ اور جانے۔ سنت نبوی کو زندہ کیا اور بدعات کو ختم کیا۔ جب جہاد کی طرف بلائے گئے تو اپنی جانوں کو قربان کیا زندہ بچ رہنے کی صورت میں اپنے قول پر فخر کرتے ہوئے اس کی پوری اتباع کی۔

(ترجمہ منتخب، مرثیہ جزء ۱۰ صفحہ ۱۳۱)

۸ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

"تاآنکہ ان کو منزل مقصود پر پہنچ دیا اور جنت کے مقام تک لے چھوڑا۔ ان کی بات سچی ہوگئی۔ اور ان کی ایمانی جنان اپنی جگہ پر گئی۔

---

[1] اس حصہ میں ملحوظ ہے کتاب التواب حسین مصنفہ مرزا حامد حسین۔ عبداللہ صاحب مرزا پوری اور مؤلف موصوف کی دوسری کتاب دبستان حسین۔ ان ہر دو کتب کا جواب جنہیں صبح ہوتے آج تقریباً نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ آج تک کسی شیعہ سے بن نہیں پڑا۔ اور نہ شاید قیامت تک ان کا جواب فراہم ہو سکے۔

بھائی بھی اس قافلہ کے آخر میں تھے۔

(منہج البلاغہ جزا صفحہ ۷۷)

[illegible] آپ کچھ خیال فرمائیں۔ سیدنا علیؑ نے آپ کو اس قافلہ کا آخری فرد کہہ رہے ہیں۔ جو نبی علیہ السلام نے تیار کیا اور سیدنا علیؑ سے پہلے گزر گیا۔ مگر آج آپ نا معلوم کس بنیاد پر آگرا پنے آپ سید سے وہابی نواز لوگوں کو گمراہی کی طرف لے رہے ہیں۔ اور جب کوئی آپ کے سامنے ہو کر آپ کی کتابوں سے کوئی حقیقت پیش کرے۔ اور آپ سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑے تو بغلیں جھانک کر یہ کہتے ہیں ہمیں غیبت کی فضول کتابیں نہ پڑھو۔

سید نا علیؑ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے۔ کہ نبی اکرمؐ کی وفات کے بعد انسان کا ہر وہ عمل جو کہ دین سے کوئی مطابقت نہ رکھتا ہو۔ گمراہی اور ضلالت کا باعث ہو سکتا ہے۔ ماکان اور مایکون کے مرتکب ہم اور ہمارے نوجوان نسل کے سوا شاید ہی کوئی اس کا منکر ہے؟

[illegible] ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اپنے [illegible] محبت کی [illegible] اور اس سے ہمارا ایمان [illegible] اور [illegible] سے [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔

(ابن ہشام جزا صفحہ ۱۰۰)

[illegible] اور [illegible] ... [illegible] حرمت [illegible]

[illegible] سیدنا علیؑ [illegible] ان کی [illegible] کرتا ہے۔

(منہج البلاغہ ۱۸۱)

۱۱۔ عمدۃ البیان میں سید۔ ابن شہر آشوب المازندرانی البتہ
اذا وجد کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ اس کے شان نزول میں کہ
ہے کہ کہتے ہیں کہ رسولی خدا نے ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کر دیا۔ اور عائشہ
کو اس راز کے پوشیدہ رکھنے کی ہدایت کی۔ کہ فرمایا ایک راز میرے
ہے۔ کہ تیرے دو برابر اسے بیان کرتا ہوں اس کو بھی کسی سے بیان نہ کرنا اور
اس کے پوشیدہ رکھنے میں خیانت نہ کرنا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ میرے بعد
ابوبکر اور عمر بپے تخت اس امت کے ہوں گے۔ اور بادشاہی کریں گے
اور بعد اس کے تیسرا حکومت کرے گا۔ حفصہ یہ بات سن کر خوشی سے پھولے
نہ سمائی اور یہ دونوں راز عائشہ کے نشے میں کہہ دیئے۔

(تفسیر عمدۃ البیان جلد ۳ صفحہ ۴۲۰)

کہاں گئیں حدیث قرطاس پر آپ کی تین تراشیاں

۱۲۔ سیدنا شیخ کا ارشاد۔ من فضحنی علی ابی بکر فضحتہ
اللہ المشتری (افترات دیوبند) جس نے مجھے ابوبکر پر فضیحت دی
میں اس کو مشتری کی حد دلاؤں گا۔

۱۳۔ شیخ اللہ کے بیٹے ابوبکر کے لیتہ اس نے بیچوں کو رحمت کیا
بیماریوں کا علاج کیا۔ مانع سنۃ وخلفت ابدعتہ وذہب نبی اشہاب
قتیل التعصیب سلب خیبرہ۔ جس نے سنت کو قائم کیا۔ بدعت کو دور
کیا۔ پاکدامن ہو کر شہید ہوا۔ عیب کم اور نیکیاں زیادہ تھیں۔

(منہج البلاغہ)

بنی لہب شہر کے اقتباسات کے بعد کسی امام کی مزید گواہی کی ضرورت نہ
تھی۔ اور یہ بھی خوب معلوم ہے کہ اس موضوع پر جس قدر ثبوت ان شیدائی علی کے
سامنے پیش کئے جائیں گے۔ یہ ہرگز ہرگز تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں گے۔ کیونکہ
ان کے نزدیک اصحاب کبار کا اعادہ کئے بغیر آگے بڑھنے کو جی نہیں چاہتا
یہ ہے نصیحت کی وہ جو آپ کی دعوت کا مجموعہ ہے۔ حضرت خدیجہ صحابہ کرام پر
درود و سلام بھیجتے گئے ہیں۔

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ساتھی پر بھی رحمت نازل فرما۔
جنہوں نے محبت بھری نظر سے حضور کی صحبت کی جو نسبتوں میں مبتلا کئے گئے۔ اور آپ
کی خدمت میں مشغول ہوئے۔ اور کامل آپ کی حفاظت کی۔ آپ کی
جب سخت قومی ترین نے میں بھاگ دوڑ کی۔ آپ کی دعوت قبول کرنے پر ایک
دوسرے سے سبقت کی۔ اور اپنے مقام پر دعوت کو قبول کیا۔ آپ نے اپنی
رسالت کی وہ ذمہ داریاں ان کو سونپیں۔ کلمہ حق کے اظہار کے لئے اپنا ہمیشہ اور
دشمنوں کو چھوڑ دیا۔ اپنے باپ اور اور دشمنے جنگ کی۔ تاکہ آپ کی نبوت ثابت قدم
رہے۔ نیز یہ لوگ آپ کی محبت میں سرشار تھے۔ اور آپ کی دوستی میں ہی
نجات کی امید رکھتے تھے۔ جس میں کوئی خسارہ نہیں۔ وہ لوگ جو آپ
کے ساتھ اللہ کی نصرت لیئے کفران میں سرکشی کی۔ نفرت کئے۔ تو قوم
نے نہیں چھوڑ دیا۔ اور سب رشتے ناتے ختم ہو گئے۔ جب آپ کی
دشمنی ہی کے سامنے میں ہمیں نے سکونت اختیار کی۔ اے اللہ تیری
رضا و نیز سے بغض میں ہمیں نے جو چھوڑا اس کے عیض انہیں نہ بخش
اور اپنی رحمت مندی سے، نہیں راضی رکھ اور اس وجہ سے بھی ان سے
راضی رہنا کہ انہوں نے مخلوق کو تیرے دین پر جمع کیا ہے۔

وہ تبلیغی طرف اور تبلیغ دین کے لئے مخلوق کو دعوت دیتے رہتے۔
اے اللہ تیری رضا کے لئے ان کے اپنی قوم کو چھوڑ دینے کی توفیق دی فرما۔ اور
اور کشش رزق سے نکل کر تیری کی طرف آجانے پر تو ان کو اجر خیر عطا فرما۔

مجھے از حد افسوس ہے کہ میں اس موضوع پر ان کی دیگر مزعومہ
آیات کے اقوال پیش نہیں کر سکا۔ ورنہ یہی کتابچہ ایک ضخیم کتاب کی شکل
اختیار کر جاتا۔ حضرت پوسفی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہوئے
کو ختم کرتا ہوں۔ کہ حضرت جی پینک سے اٹھئے۔ ٹھنڈے پانی سے منہ دھوئیے
آنکھیں ملئے اور خبر لیں۔ ہو کر دوبارہ جہاں پیچھے کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے
فرمائی پر نظر ڈالئے۔

توجہ سے سنئے و آیہ توجہ فرمائیں۔

۱۵۔ امام حسنؑ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ ابوبکرؓ جبرئیل میرے سیدھے ہیں۔ اور عمرؓ جبرئیل میکائیل
جبرئیل کے بائیں ہیں۔

(معانی الاخبار صفحہ ۱۰۳ شیخ بن بابویہ قمی بروایت ابن عباس رض)

۱۶۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں امام ہیں۔ عدل پیشہ
اور انصاف کرنے والے ہیں۔ دونوں حق پرست۔ اور میرے حق پر۔ ان
دونوں پر رحمت خدا کی قیامت تک ہو۔

۱۷۔ اول نہ ہیں ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے کہ کان ہیں وہ کہ
علی اور ان کے گھر والے مراد کو پہنچیں گے۔ (ان کے گھر والے حسن و حسین ہی
ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے ان کا حکم نہ مانا کہ وہ ہر مقام پر آپ کی خلافت
کرتے رہیں اور آپ اپنی خلافت کے زمانہ میں ان سے نہ ملیں رہیں)

ماتم ــــــ اے فاطمہ واضح ہو کہ پیغمبر کے مرنے میں گریبان چاک نہ کرنا چاہیئے۔ اور بال نہ نوچنے چاہییں۔ اور واویلا نہ کہنا چاہیئے ..... اور وہ کہنا چاہیئے جو تیرے باپ نے ابراہیم کے مرنے پر کہا۔ آنکھیں روتی ہیں اور دل دردمند ہے۔ اور میں وہ نہیں کہتا جو موجب غضب پروردگار ہو۔ اور اے ابراہیم میں تجھ پر اندوہ سے بوں اور اگر ابراہیم زندہ رہتا تو لازم تھا۔ کہ پیغمبر ہوتا۔ (جلد اول صفحہ ۲۰۱)

یہاں بھی میاں پوستی نے ایک طویل حاشیہ سپرد قلم فرمایا ہے اے فاطمہ! جب میں مر جاؤں اس وقت تو اپنے بال میرے موقت بیں نہ نوچنا۔ اور اپنے گیسو پریشان نہ کرنا اور واویلا نہ کرنا۔ (جلد ا صفحہ ۲۰۱) یہاں بھی میاں پوستی کا طویل انہام حاشیہ پر موجود ہے۔

سیدنا علیؑ کی پرورش

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بعد رسولؐ پہلی جو امتحان مجھ پر وارد ہوا یہ تھا کہ میرا بچہ حضرت مسلمانوں میں کوئی مونس و مددگار نہ تھا۔ (بارہ ہزار کشکر تھا) کہ میں اس پر اعتماد کرتا اور امید حضرت اس سے رکھتا۔ حضرت نے مجھے بچپن میں تربیت کی۔ اور جب میں بڑا ہوا اپنی پناہ میں رکھا۔ اپنے نفقہ سے میرے اور میرے عیال کے خرچ کی کفالت فرمائی۔ مجھ پر

سے بے نیاز کیا۔ حضرتؐ کی برکت سے محتاج نہ ہوا۔ اور اسی طرح چند
نعمت ہائے دنیا حضرت کی برکت سے مہیا تھیں۔
جزا ۱ ۔ ۲۴ ۔ ۱۲۴ ۔ (اور جب حضرت نے لڑکی دی تو اسے جی بھر کر بیاہا)

ولادت سیدہ فاطمہؑ

جب خدیجہؓ نے جناب رسول خداؐ
کے ساتھ شادی کیا۔ وہ زمانہ مکہ یعنی اس عداوت کے جو حضرت سے رکھتی
تھیں عیدہ ہو گئیں۔ اور ان کو سلام کرنا چھوڑ دیا۔ اور کسی عورت
کو خدیجہؓ کے پاس نہ جانے دیتی تھیں۔ خدیجہؓ کو اس سبب سے کمال
صدمہ پہنچا۔ لیکن زیادہ رنج و غم خدیجہ کا حضرت رسول خدا کے لئے تھا کہ
مبادا شدت عداوت کے کوئی صدمہ حضرت کو پہنچے (اس وقت تو بنی مکہ
دشمن کے لئے آہن و صاعق تھے پھر یہ خوف کا ہے کا) جب کمل فاطمہؑ
حاملہ ہوئیں۔ جناب سیدہ ستم میں ان سے باتیں کرتی تھیں۔ اور مونس و
ہم خدیجہ کی تھیں۔ اور خدیجہ کو صبر و تسلی دیتی تھیں۔ اور خدیجہ اس
حالت کو حضرتؐ سے پوشیدہ رکھتی تھیں۔ ایک روز حضرت تشریف لائے
اور سنا کہ خدیجہ باتیں کر رہی ہیں۔ مگر کسی کو ان کے پاس نہ دیکھا۔
حضرتؐ نے فرمایا اے خدیجہ کس سے باتیں کر رہی ہو۔ خدیجہ نے کہا یہ فرزند
جو میرے شکم میں ہے۔ (باتیں کرتے ہوئے یہ نہ بتایا کہ میں لڑکی ہوں)
اور میرا مونس و ہمدم ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس وقت جبرائیل نے مجھ کو خبر
دی ہے کہ یہ فرزند دختر ہے (گویا حضورؐ پہچانتے تھے کہ پیٹ میں لڑکی ہے)

میں جبریل نازل ہونا شروع ہوگئے۔ اور آپ نے مدینہ پہنچ کر دس
اس دن کو پوشیدہ رکھا، اور دو شنبہ کے روز مدینہ میں داخل ہوئے۔
اور حق تعالیٰ سے یہ فال نیک لیا۔ اور اس نے سے پیشتر
واماں پیدا ہوں گے۔ اور حق تعالیٰ بھی انقطاع وحی ان کے ذریعہ
خلیفہ زمین پر کرے گا[1] (جزء ۱ صفحہ ۳۰۰)

اس عبارت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بنی کریم کی بعثت، وفات
سیدنا فاطمہ ہیں۔ سید دو عالم کی رحلت جمادی الثانی
کی تیس۔ اس کی نسبت بعثت نبوی کے وقت سیدہ کی عمر پانچ برس
سات ہوئی اور نکاح کے وقت جو دو ہجری میں ہوا۔ انتیس سال کے
قریب ہوئی۔ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

سیدہ فاطمہ کا نکاح

نکاح کے متعلق سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر سیدنا عثمان اور سیدنا علی
باری باری گئے۔ اور سب کو جواب دیا۔
شیخ عمر نے بسند معتبر جناب امیر سے روایت کی ہے کہ جناب

---

[1] یہاں پر متن انتہا ہوتی ہے۔ مترجم نے اپنی طرف سے یہ
جبریل زمانہ بعثت کے پاس آتا رہا۔ وغیرہ بھی لکھ دیا ہے
(مترجم کا حاشیہ)

امیر حمزہ رضؓ نے فرمایا کہ ابوبکر اور عمر میرے پاس آئے اور کہا۔
حضرت رسول پاس جناب فاطمہ کی خومشگاری کیوں نہیں کرتے۔ (جزء ۱۰۹
پس ابوبکر رضؓ اور سعد سے کہا اٹھو علی کے پاس چلیں۔ اور ان سے
تم فاطمہ کی خواستگاری کرو۔ اگر تنگدستی مانع ہے تو ہم ان کی مدد کریں۔
سب نے اس بات کو بہت پسند کیا۔ یہ کہہ کر اٹھے اور جناب امیر کے گھر
نہ پایا۔ اس وقت حضرت اپنے اونٹ کو لے گئے تھے۔ اور باغ
میں کھجور کے درخت کی جڑ پر آب کشی کر رہے تھے۔ یہ لوگ اس باغ میں
گئے جناب امیر کی خدمت میں پہنچے حضرت نے فرمایا کیوں آئے ہو۔
ابوبکر نے کہا کہ کوئی خصوصت تم سے نہیں ہے۔ مگر یہ کہ
تم اولاد رسول ہو۔ اس خصوصت میں فضل ہے تمہارے واسطے
اور ہمارے واسطے ہجرت دائمی و نصرت و مددگاری ہے جو
دارالہجرت میں مقدم ہیں۔ جمیع قریش نے فاطمہ کی خواستگاری کی
اس پر کوئی ذہبی نہ گذرا کہ حضرت سے قبل نہ کیا۔ .....
جناب امیر نے ابوبکر سے کہا آنحضرت کے مبارک سے
جاری ہوتے ہوئے فرمایا ہے اندوہ تم سے نہ کیا۔ اور جو کہ زیادہ
ہے پاس ہے۔ اس کو تم نے تیز کر دیا۔ کون لیا ہوگا جو فاطمہ کی خواستگاری
نہ کیا ہے۔ لیکن جب تنگدستی سے مرگیا تب سے نہ کرتی ہے

(جزء ۱۰۹ ــــــ)

علیؑ خدمتِ اقدسؐ میں پہنچے

یا حضرتؐ آپ جانتے ہیں کہ آپ نے مجھے ابوطالب و فاطمہ بنت اسد سے لیکر پالا۔ آپ نے اپنی غذا سے مجھے غذا دی۔ آپ نے مجھے ادب دیا۔ درجہ پایا آپ میرے ماں باپ سے زیادہ مہربان رہے۔ حق تعالےٰ نے مجھے آپ کی برکت سے چچاؤں اور ہمدردوں کی گمراہی سے بچا لیا۔ (یعنی ابولہب اور اس جیسے وغیرہ) ..... میرا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ آپ میرے پاس خوشی سے آئیں۔ کہ اپنی بیٹی فاطمہؑ سے مجھے تزویج فرما دیجئے۔ (جلد ۱ - صفحہ ۱۶۰)

نکاح کا پیغام

قریب سے ذیل بلند مرتبہ حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے یہ انتظام فرمایا تھا کہ خدمت باہر کی مثل لکڑی اور پانی لانے کے جناب امیر کریں۔ اور خدمت گھر کے اندر کی مثل چکی پیسنے کا سلنا پکانا جناب فاطمہؑ کی جناب فاطمہؑ کریں

(جلد ۱ - صفحہ ۱۷۳ - ۱۷۴)

نکاح محرم میں ہوا

شیخ صفید و بن طاؤس و کشی

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ یہ روایت بالکل صحیح ہے کہ جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ سے نکاح محرم میں کیا۔

مہر کا سامان سیدنا ابوبکرؓ کے مشورہ سے خریدا گیا

دو مٹھی ابو بکر کو دیں بازار میں جا کر کپڑا وغیرہ جہیز کا سامان لیا
دیا ہے لے آ۔ چنانچہ بن یامر کو اور ایک جن عنہ کو ابو بکر
کا ابو بکر نے مشورے سے لیا تھا۔ (ج ۱ ص ۱۸۶)

عقد کا خطبہ

لبنہ بنت ابی احمد نے بتایا کہ جب ان کے نکاح
کا ارادہ فرمایا۔ تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور
آپ نے فرمایا کہ نکاح کی بنیاد رکھی۔ اور اس کے بعد دعا میں
کی۔ اور خطبہ پڑھا۔ اور آپ نے فاطمہ کو
زبان پر اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی (ج ۱ - ص ۱۸۶)

[illegible]

(ج ۱ - ص ۱۸۶)

اس کے مہر میں عطا کی - پس جو کوئی زمین پر چلے اور تمہارا دشمن ہو وہ زمین پر حرام راہ چلے -

(مہر لڑکی کے والدین نہیں دیتے شوہر دیتا ہے - والدین کبیرت سے جہیز دیتے ہیں - ملا مجلسی کو اتنی بھی خبر نہیں)

ولیمہ

جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا - اے علی! اپنے بھائی کے لئے ضیافت تیار کرو - اور فربہ گوسفند روٹی میں لاتا ہوں - تم خرما لاؤ ..... اور فرمایا اے علی! جانا اور جس کو چاہو بلانا مجھے شرم و حیا دامنگیر ہوئی کہ کسی کو بلاؤں اور کسی کو نہ بلاؤں - پس میں نے طبق پر کر خرما کر ولیمہ فاطمہؑ میں سب لوگ تناول کریں - یہ سنکر جمیع قریش سے اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے گھر چلے -

(آپ کا گھر تھا ہی کہاں آپ تو نبی کریم کے ہر نماز پنجگانہ کے بعد ایک ایک سے اپنا مکان آپ کو دیتے تھے) یہ پڑھنا ہزار تھے دکھانے میں کم نہ تھی (جلد ۱ صفحہ ۱۰۵)

منہ دکھائی

حضرت رسولؐ نے فاطمہؑ کو فرمایا فاطمہؑ کو طاقہ - اس طاقہ جناب فاطمہؑ کو لائیں - دشمن زمین پر ٹکتا اور فرحت سے عرق ٹپکتا تھا - بہ بیت شرم و حیا سے سر جھکائے

جناب فاطمہؑ حضرت رسول خداؐ کے سامنے کھڑی ہوئیں حضرت نے نقاب
رد سے منور جناب فاطمہؑ سے اٹھا دی۔ کہ علی نے خورشید جمال بے مثال
کا مشاہدہ فرمایا۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۷۵)

فرخی اور ظرافت

حضرت نے پنا استر شب مناہ
[illegible] کرنے کا حکم دیا کہ استر
[illegible] استر کے پیچھے پیچھے جاتے تھے۔ جہاں راہ میں
[illegible] ناگاہ جبرائیل فرشتوں
کے ہمراہ نازل ہوئے حضرت سے پوچھا کس شے ... آئے ہو جبرائیل
نے جواب دیا۔ اور ان سب فرشتوں نے بھی یہی کہا اللہ عزوجل کی۔
جانب سے ان تمام کے نقاب کی تہنیت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

(جلد ۱ - صفحہ ۱۸۴)

[illegible] وقت جناب سیدہ کو اپنے ناقہ پر سوار کیا۔ اور آپ دوسرا اپنے
استر شہب پر سوار ہوئے۔ (ایک روایت میں ہے کہ فرشتے محافظ
ہوا گئے تھے۔ کچھ بیس ہزار فرشتے نازل ہوئے اور نہ جانے کتنے
فرشتے رکاب کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ اس کا نہ کسی نے شمار کیا۔ اور نہ
جناب فاطمہؑ استر شہب پر سوار ہوئیں۔ حضرت رسول خدا و حضرت امیر
حضرت امیر بیت پیچھے پیچھے جاتے تھے۔ (یہ کہ ان بیت تھے اس
وقت تک تو وہ اس بیت تک علی اور فاطمہ ناقہ پر سوار

اور شاہی کا ہاں نام ہی نہیں ۔ پھر یہ بیبیت ؟) اور شاہی تلوار یں ہاتھوں
میں تھیں ۔ زبان روشن آگ کی آگ جاتی تھیں ۔ ان زبانوں سے شعلے نکل کر
کائنات ہم اور رہتے بڑھتے تھے ۔ اس پر میدان جنگ کی طرف
جا رہی تھیں ۔ یہاں تک کہ جناب فاطمہ اور جناب امیر کو گھیر لیتے
شرف دست بوسی حاصل کیا ۔ (ج ۱ صفحہ ۱۸۵)

پیشانی کا بوسہ لیکر فاطمہ کو گلے سے لگایا ۔ اور فرمایا بیٹا
نیک بیٹی ہو ۔ اللہ تجھ پر رحم کرے ۔ اور جناب فاطمہ نے عرض کی
فرمایا ۔ فاطمہ ! نیک شخص ہر شخص سے شبیہ ہوتے ہیں ۔ یہ آپ کی
کثرت سے بوسے اور ان کو اپنے سینہ سے لگانا ۔ یہاں تک کہ ان کی
ان کے گریبان بوا سے کے لئے تھا ۔ کیا پہنچ کر بہ آگئے ۔ اور
دونوں بیٹیوں کے ہنر کر دیئے (ج ۱ صفحہ ۱۱۱)

معلوم ہوتا ہے یہ سارا بیان جناب فاطمہ کی صفتوں کا ہے کہ نیک بیٹی
ہوتا ہے ۔ کیونکہ ماں پر ۔ اور اپنے باپ کی فرمانبردار ہوتی ہے
کہیں اپنے بزرگ کے دیدار سے محروم نہ ہو جائے ۔ اللہ کے
اس طرح کی بیٹیاں ہر ایک کو عطا کرے ۔ آمین ۔ پھر یہ فقرہ
پیدا ہوتا ہے ۔ یہاں ۔ اس بات کو تقویت ہوتی ہے کہ یہ صفتیں
شعلوں میں ۔ اور یہ شعلے جناب فاطمہ کے تھے ۔ تو یہ صفتیں
ہے کہ بار بار اپنا ۔ اور اپنے باپ کی فرمانبرداری کرتی ہے
اور یہ ڈر ہے کہ کہیں ۔ صفحہ ۱۱۱

زفاف

اللہ تعالیٰ ان شبان اہلبیت پر رحم کرے۔ انہیں ہدایت دے انہیں عقل و شعور دے، انہیں جیتے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف توجہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ ہیں پست ذہنیت، گھٹیا سوچ اور ذہنی افلاس کے نمونے ہیں۔ بات اس زمانہ کی ہے کہ جناب سید ابوالحسن علی ندوی اور سعید بن حماد کی تحریک سے جناب سید کا سیدنا علی کے ساتھ نکاح ہوا۔ نکاح کے بعد دونوں میں سے ایک بھی بات ان کی رہائش کے لئے اپنا مکان پیش کیا۔ اور سید ابوالحسن اس مکان میں تشریف لے گئیں۔ مگر ان شیطان صفت لوگوں نے جس طرح دیگر امور میں فتنہ فساد کی بنیاد ڈالی اسی طرح۔ اس نکاح کو بھی ایک ڈرامہ بنا کر پیش کیا ہے۔ اور یہ ڈرامہ صرف کتابوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ آج تک کئی مقامات پر اس ڈرامہ کو سٹیج کیا جا چکا ہے۔ اردو کی ہیگا ہوت تو اسے اس شد و مد سے سٹیج کرتی رہی۔ کہ اس کی گونج آج تک بالسٹر سلیمن اور شہر یہ آدم کی کتابوں کے ذریعہ کانوں تک پہنچ رہی ہیں۔ جس "زفاف" کا ذکر یہ ہمارے کئی مقامات پر چھپا رسالے کر چکا ہے۔ الرحمان و الحقیقت: آج تک اس سوقیانہ انداز اور پست ذہنیت کے کسی نام نہاد مسلمان کے خاندان میں بھی اس طرح نہیں کیا گیا۔ ایسے مذموم ہتھکنڈے کہ یہ شخص ٹیپ ریکارڈر اور کیمرہ لے کر سات سات گھوم رہا ہے۔ اور بڑی چابکدستی اور فنی مہارت سے اس نے معمولی سے معمولی تبدیلیوں کو بھی ٹیپ ریکارڈر اور کیمرہ کی فلم میں محفوظ کر لیا اور

اب چیخ رہے ہے کہ لوگوں کے سامنے بیان کر رہا ہے۔ میں ہرگز ہرگز ایسی حیا سوز باتیں اور وہ بھی ان پاکیزہ اور مقدس ہستیوں کے متعلق جن کے شرم و حیا، پرہ تقویٰ کا ساری دنیا معترف ہے، نقل کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ مگر میں وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہو رہا ہوں کہ وہ بھولے بھالے شیعہ جو محض حب اہلبیت کے مزعومہ نعروں سے متاثر ہو کر صراط مستقیم سے بھٹک چکے ہیں اور اپنے مذہب کی تحقیق نہیں پڑھنے کی حقیقت نہیں رکھتے۔ کچھ نہ کچھ واقف ہو جائیں۔

● ہم نے کہا یا رسول اللہ اگر خدیجہ زندہ ہوتیں تو آپ سے ان کی نہ نکتیں۔ دشمن ہوتیں۔ تو اپنی زوجہ کے خوشنود رہیں۔

(ج ۱ صفحہ ۱۷۴)

● دوسرے دن صبح حضرت ابوبکر آئے اور فرمایا کہ خلافت میں نے (گویا صبح کی نماز نہیں پڑھی اور دونوں لوگ بیٹھے رہے) دوسرا کپڑا تک نہ اسے اوڑھ کر باہر آئے۔ (اس سے پہلے یا اس کے بعد کہیں اوڑھ کر باہر نکلتے رہے) حضرت نے فرمایا اسے تمہیں شرم آئی کہ اس حالت میں حضرت کو جواب دیں (اگر خلافت سے پہلو تہی نہ کرتے) دوسری مرتبہ حضرت نے سلام کیا اور کہا کہ جواب حیات نہ دیں۔ تیسری مرتبہ حضرت نے سلام کیا اور کہا کہ اگر ہم جواب نہ دیں گے تو حضرت کیا کہیں گے۔ اور نہ حضرت کی بھی تھی ..... اس وقت سے شرم کے سبب نے جواب نہ دیا۔ میں اور اگر جواب نہ دیا تو حضرت کیا کہیں گے۔ اس وقت میں نے سر لحاف سے نکالا ..... کچھ جب سبب نے سر لحاف سے باہر کیا

(ج ۱ صفحہ ۱۶۳) (الحاف شیخ پڑھتا باقر مجلسی نے بنوا کر بھیجا تھا)

سے ملئے۔ پنی زوجہ کے پاس جاؤ۔ خدا تم کو برکت دے۔ (صفحہ ۱۷۶)

(بیٹنے کی ضرورت ؟ کیا کبھی کسی خسر نے ایسا کہا ہے ؟)

(ج ۱ صفحہ ۱۷۶)

جب میرؐ نے فرمایا اکسی کو فربہ۔ نبیؐ کے صحابہ تو من شق اور آپ کہ دشمن تھے۔ اور آپ کو فربہ۔ تو یا عجب فرمایا مجلسی صاحب اور باقر مجلسی صاحب اپنی شب عروسی کی داستان اپنی زبان سے بیان کرکے (جیسیں) شب زفاف حضرت رسولؐ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھو بنا آخر اور کہو بہ برکت خدا جاتا ہوں اور جو کچھ خدا

(ج ۱ صفحہ ۱۷۹)

(اضافہ۔ حسن سنت پر عمل کیجئے)

شیعہ کو اتنا بھی اور اتنا تو معلوم ہونا چاہئے۔ اے برادر تم کس لئے حضرت رسولؐ سے سوال نہیں کرتے کہ وہ تم کو کیا کہا کریں۔ اور کہاں سے زفاف کے وقت ہمارے دشمن ہوں۔

(ج ۱ - صفحہ ۱۷۹)

جب میرؐ نے فرمایا وقت نہیں ہے تم مرد کی طرح ... تو تم نے کہا میں مرد نہیں (الحاف کی عبارت کی آواز ہم نے سنی چاہا تھا کہ ایک اور شیعہ دوست کی بات کا ذکر کرتے ہوئے بار بار زفاف کی خوشی منائی جا رہی ہو) جب رسولؐ خدا نے تم کو نسبہ سے چوتھے پانچ جگہ سے حرکت نہ کرنا (ممکن ذلک) پیچھے نہ ہٹانا اور پکڑ کے میں ہوتا دیکھ کر کوئی بہانہ کیا سے بنے جیا۔ کیا یہ

گوارا نہیں کرتا کہ ان کے قریب جائے) جب تک میں نہ آؤں ۔ پس اسی طرح منتظر رہے ۔ کہ حضرت ہنسے سے سر اٹھائے ۔ کہ ہنسے سے سر کے نزدیک پہنچ گئے ۔ اور پائے مبارک ہمارے منہ پر رکھ دیئے اور داہنا پاؤں حضرت کا میں نے اپنے منہ سے اور بائیں حضرت کا فاطمہ نے اپنے سینہ سے لگایا ۔ اور حضرت کے پاؤں گرم کر دیئے ۔

(ج ۱ ۔ صفحہ ۱۷۸)

(کیا سیدہ عورت اور سیدہ فاطمہ کی تعزیت میں حیا عورت کا لباس کفن کیا تھا)

فاطمہ و علی کا آپس میں سلوک اور سیدہ کی حسرت

ایک روز حضرت رسول خدا نماز صبح ہی سے سائے پڑھ رہے تھے اور اثر حزن و ملال حضرت کے بروئے مبارک سے ظاہر تھا ۔ بہت کمزور ہوئے ۔ در جناب فاطمہ کے گھر تشریف لے چلے ۔ اور جب حضرت رسول خدا کے پیچھے پیچھے چلے ۔ دروازے پر پہنچے دیکھا جناب امیر دروازہ میں ٹیک لگائے ہوئے ہیں حضرت جناب امیر کے پاس بیٹھ گئے ۔ اور خاک جناب امیر کی پیٹھ سے جھاڑنے لگے اور فرمایا ! اے ابو تراب میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں ۔

(ج ۱ ۔ صفحہ ۱۸۸)

ایک روز میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر
تھا۔ وہاں جناب فاطمہ زہرا تشریف لائیں۔ رسول خدا نے گریہ کا سبب
پوچھا۔ جناب فاطمہ نے چکی پیسنے کی بیان زنان قریش نے طعنہ زنی کرتے
ہوئے کہا تھا کہ تمہارے باپ نے مرد بیگانہ کے ہمراہ تمہارا تزویج کیا۔
بڑا دولت مند نہیں۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۵)

البتہ جناب امیر سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ حضرت
رسول خدا کی محبوب ترین مخلوق تھیں۔ اس قدر مشک بیز سے پانی کے
مشک سے کہ سینہ مبارک پر اثر پڑا کا ظاہر ہوا۔ (سیدہ پانی کیوں
لاتی تھیں جبکہ یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ باہر کا کام علی کریں گے
اندر کا فاطمہ) اس قدر چکی پیسی کہ ہاتھ مجروح ہوئے
(نیز ایک حکم جبر کے دانے اجرت پر پیسنے کے لئے لاتے ہوں گے)
اس قدر گھر میں جھاڑو دی کہ کپڑے گرد آلود ہو گئے۔ اور اس قدر
آگ پر پکانے سے اور آگ بھڑکانے کہ کپڑے سیاہ ہو گئے۔ لہٰذا کثرت
کار و بار سے جناب سیدہ کو سخت تکلیف ہوئی۔
(ج ۱ صفحہ ۱۹۳) (اس تکلیف کا موجب)

آپ کہتے ہیں۔ پس میں آواز دی اور طلب فرمایا۔ میں نے کہا لبیک
یا رسول اللہ۔ فرمایا اپنے گھر میں آؤ اور اپنی زوجہ سے شفقت اور مہربانی
کرو کیونکہ فاطمہ میری پارہ تن ہے جو اسے آزردہ کرے وہ مجھے

۱۔ صفحہ ۱۶۲ - ۱۶۳ جلاء العیون جلد اوّل۔

آزردہ کرتا ہے (ج ۱ صفحہ ۶۹)

جب ارادہ تزویج ہمراہ نہ ہوا جناب فاطمہ سے پوشیدہ بیان کیا۔ جناب فاطمہ نے کہا میرا اختیار آپ کو ہے۔ لیکن زنان قریش کہتی ہیں کہ بزرگ شکم اور بلند دست ہیں اور بندہائے استخوان پہلو کشادہ ہیں۔ آگے عمر کے بال نہیں، آنکھیں بڑی اور ہمیشہ خندان رہتے اور مفلس ہیں۔ (ج ۱۔ صفحہ ۱۸)

جناب عبدہ سے قبل انکاح اپنے باپ کے ساتھ بغیر لے شوہر کے متواتر سن فقہ کے کہ ثبت کہ ثیبوں کا ہی کام ہے۔

کتب عالی امثال اور بشارت المصطفے وغیرہ کتب معتبر روایت ہے، ابوذر اور ابن عباس سے جب جناب فاطمہ مدینہ میں آئے۔ ایک کنیز کو بطور تحفہ اپنے بھائی علی ابن ابی طالب کے پاس بھیجا۔ وہ کنیز جناب امیر کی خدمت کرتی تھی۔ ایک دن جناب فاطمہ گھر میں نہیں۔ اس کنیز کے دامن پہنے ایمان میں بھی اور دیکھا جناب امیر کا حسن کنیز کے دامن پہنے ایمان میں بھی گرفتار ہیں کہ جبرئیل نازل ہوئے۔ اور فرمایا کہ حق تعالیٰ تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم نے فاطمہ کی کنیز کو اپنے لئے پسند کیا ہے۔ جب یہ وحی منقطع ہو گئی۔ دوسری آیت حسن کنیز کے متعلق نازل ہوئی۔ جناب امیر نے فرمایا خدا سوگند ہے دختر محمد میں نے اس کے متعلق کوئی تعلق نہیں قائم کیا۔ (تو نے فوراً سر رکھ دیا) اب جو کچھ تم کو منظور ہے بیان کرو۔ میں بجا لاؤں

جناب بیٹا نے کہا مجھے میرے پدر بزرگوار کے گھر جانے کی اجازت
دیجئے جناب امیر نے فرمایا میں نے اجازت دی۔ پس جناب فاطمہؑ نے
چادر سر پر اوڑھی اور اپنے باپ کی خدمت میں پہنچیں۔
(جلد ۱ صفحہ ۱۸۸)
پیغمبر کو بہت کہ اپنے محسن کی بیٹی کو اپنے پرورش کرنے والے
کے گھر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ اس کے ذریعے لڑکا ناشتیوں کو ہی
صبح کرنے سے پہلے ۔ بالکل یہی روایت صفحہ ۹۱ پر دوبارہ بھی ملتی ہے

---

۱ سیدہ فاطمہ کا نکاح و حضرت سیدہ فاطمہ بنت ۔ سن کی تفصیل کے
لئے دیکھئے ۔

(۲) بخاری باب ۴ فضل و داد رسول، سیدہ ابو العاص
(۳) طبقات صفحہ ۱۰ (۳) صابہ صفحہ ۴۲
(۴) سیرت حلبیہ صفحہ ۲۷ (۵) حضرت سیدہ
کی ولادت کے وقت حضرت خدیجہ موجود نہ تھیں، طبقات صفحہ ۹، ۱۰
سیرت حلبیہ ۳، ۱۴۲ ناسخ التواریخ فارسی جلد ۲ صفحہ ۱۱
فروع کافی ۱۴۲ جلد ۱ (۶) مشکوٰۃ میں یہ روایت ہے کہ
سیدہ فاطمہ کی ولادت پر فرشتے بھی مبارکباد دینے آئے تھے
رسول اللہ نے فاطمہ کا نام خدا سے کر دیا تو آپ فاطمہ کے
پاس گئے اور دیر تک روتے رہے کیوں روتے ہیں
اس لئے کہ میرے بعد اگر کوئی شخص سے بہتر ہوتا تو میں تمہارا نام
رکھتا۔

ایک روز شیطان جناب سیدہ کے پاس آیا۔ اور کہا علی ابن ابی طالب نے دختر ابوجہل کی خواستگاری کی ہے۔ جناب سیدہ نے اس شقی سے کہا تو قسم کھا۔ اس نے تین دفعہ قسم کھائی اور کہا جو کچھ میں کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔ جناب فاطمہ کو غیرت آئی۔ اس لئے کہ حق تعالےٰ نے عورتوں کے ضمیر میں بہت غیرت قرار دی ہے۔ جس طرح مردوں پر جہاد واجب کیا ہے۔ اور اس عورت کیلئے جو باوجود غیرت کے صبر کرے۔ بہت ثواب مقرر کیا ہے۔ مثل تو اب اس شخص کے جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے سرحد پر نگہبانی کرے۔ یہ سن کر جناب فاطمہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اور متفکر و متردد ہوئیں۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی۔ جب رات ہوئی بائیں کندھے پر حسینؑ کو بٹھایا اور دہنا ہاتھ کشمؑ کا اپنے داہنے ہاتھ میں لیا اور اپنے پدر بزرگوار کے گھر لے گئیں۔ جب جناب امیر گھر آئے اور جناب فاطمہ کو وہاں نہ دیکھا تو بہت غمگین و محزون ہوئے۔ مگر تشریف لے جانے کا سبب نہ تھا۔ اور شرم و حجاب دامنگیر ہوا کہ جناب سیدہ کو ان کے پدر بزرگوار کے گھر سے بلا لیں۔ پس گھر سے نکلے اور مسجد میں جا کر نماز میں مشغول ہوئے۔ اور ایک تودہ خاک جمع کر کے اس پر تکیہ فرمایا۔ جناب رسول خدا نے جناب فاطمہ کو محزون و مغموم پایا۔ غسل کیا اور لباس بدل کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور نماز میں پڑھنی شروع کر دیں۔ مشغول رکوع و سجود تھے۔ بعد دو رکعت کے دعا مانگتے تھے۔ خداوندا فاطمہ کے حزن و ملال کو زائل کر۔ کیونکہ جس وقت گھر سے باہر تشریف لائے فاطمہ کو دیکھ کر آئے تھے۔ کہ آپ کروٹیں بدلتیں اور ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہیں۔ پھر گھر میں تشریف لے گئے۔

مگر بخاری چونکہ سنیوں کی کتاب ہے اس لئے قابل اعتبار نہیں۔
اس لئے حیات القلوب پیش کرتا ہوں۔

حضرت علی کو ایک دستہ فوج دیکر خالد کے ساتھ ایک مہم کے لئے بھیجا۔ وہاں جاکر علی نے ایک قلعہ فتح کیا۔ تو وہاں سے ایک لونڈی پکڑ کر اس سے ہمبستری کی۔ خانہ زین ولید نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا جس میں یہ شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ خط پڑھتے آپ کا رنگ متغیر اور چہرہ غضب کے آثار پیشانی انور سے ظاہر ہوتے تھے۔

(حیات القلوب فارسی مجلد نولکشور ص ۱۰۴۲)

(حیات القلوب اردو مجلد نولکشور ص ۱۸۱)

یاد رہے کہ اس وقت سیدہ نگہ آپ کے نکاح میں نہیں۔ اور آنحضرت سیدہ کی موجودگی میں دوسری عورت سے تمتع پسند کرتا آپ کے لئے حرام تھا۔ (صفحہ ۱۸۶ جلد ۱)

اگر شیعہ مذہب کی تمام کتب حدیث، روایات و اخبار، اور مختلف و منقول شدہ قصے نکال دیں صرف اسی پر دو بیشتر تحقیقات قائم کی جائیں تو شیعیت کی مزعومہ قصر رفیع چند لمحات میں پیوند زمین ہو کر رہ جاتا ہے۔

---

(۱) مولوی امداد حسین و مرزا محمد دانے نے ثبات امر سوم کے لئے جو کتب معتبرہ کے حوالہ جات پیش کئے ہیں ان کا اندازہ کیا جائے اور کہا جائے جو معتبر و مستند کا علم نہیں رکھتا اس کیلئے ایسے مسئلوں میں پڑنا ..... جائز نہیں۔

شیعہ کہتے ہیں کہ نبیؐ، علیؑ اور فاطمہؑ کو ماکان و مایکون کا علم تھا۔
ہر مسئلہ میں یک معمولی سے شبہ پر گھر کے گھر ذبح کر ڈالنا ہنسی
بچوں کا کھیل کر دیا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بیوی کو طلاق دلوانے کے لئے جو چکی ہے، پھر سیدانی
بیٹی کے پاس یا سسرال کے ٹال جانے کے لئے میں جو کہ نہ زمین بچوں
کے لئے اور وہیں مٹی کا تکیہ بنا کر کیوں سوگئے۔ بہت سی پیاری کتنی
ہی روٹی دودھ پتی پکائی جاتی تھی۔ بیوی ہاتھ کی چکی پیستی ہے
روٹی پکاتی ہے آپ پیٹ بھر کر مسجد میں جا کر جہاں جگہ ملی ہے سو گئے
بیوی بچوں کے عادی ہو چکے ہیں۔ گھر کے قرق ہونے سے بچنے کا یہ بہترین
طریقہ تھا۔ اس لئے بھی جب آپ ایسا ہی کیا کرتے ہیں ہر نبی ہمیشہ
ہنستے ہیں مگر آپ کو نہیں دیکھتے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کئی کئی گھنٹے
بیٹھے ہیں تکیہ کلام پر ہیں محمد اور آل محمد رہتے ہیں۔ دوسری بار ہنسی کرنے
کی ہمت نہیں آتی ہیں۔ تو بیٹھے بیٹھے یہ مسئلہ پڑتا ہے اور پاؤں کی تکلیف
سے بہانہ کرتے ہیں۔ لو۔ اونٹ! آج جو ہنسیاں غم و غصہ میں بدلیں
گھر بیٹھ کر شکر ہیں کہ صدقہ کرتے ہیں بلا ٹل گئی جو رہتے ہیں
ان کے صدقہ اتارتے ہیں اپنے شان نزول کی بنا پر بچا لیتے ہیں
آنحضرت دو بار تکفیر شدہ کو بڑی حیا کی کنیت سے بھی تب کرتے ہیں۔
ذرا ذرا سی بات پر یہ کنیت استعمال کرتے ہیں جب بیٹا ہلکی
ذلیل ہوتا ہے تب گھر کی نیند میں جگہ پاتے ہیں جیسے کہ ہر ذمہ
دار دونوں دفعہ بنی اکرم حضرت سیدہ کی شکایت سے منبر
پر کھڑے ہیں کی حمایت میں یہ لفظ استعمال فرماتے ہیں۔ ایسے مواقع

ضروری تھا۔

[illegible] واقعہ کی صحیح تاریخ تو درکنار صحیح سال یاد نہیں۔ جب پرآپ
[illegible] کہ کچھ رکھا ہے۔ تو اجہبن کی لڑکی کہ ان کو تاسف کی کیا ضرورت
[illegible]۔ آپ مندرجہ بالا سوالوں کا صحیح جواب دیجئے۔ ابوجہبن کی لڑکی کے ساتھ
[illegible] لیجئے۔ پھر سنی صاحب آپ کی جواب دہی کریں گے۔ مجھ سے سن
[illegible]۔ ابوجہبن کی لڑکی کا نام جویریہ تھا۔

پیغمبروں کے حسد کی کوئی حد نہیں۔ اگر آدمی سے بول چال بند کرنے
[illegible] سیدنا علی کا سر اگر سیدہ فاطمہ نے ایک جشن کے اندر دیکھ
[illegible] یا آپ نے ابوجہبن کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کیا تو یہ بنی ہاشم کی شرم
[illegible]۔ اور یہ اس ان فطرت کے قتل کرنے کے سامنے مجبور ہے۔ تاہم اس
[illegible] جنہوں نے ایک اور شوشہ چھوڑا کہ سیدنا علی کی زوجہ والا صفات
[illegible] کی کوشش کی ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے آپ کو اپنی بیبیوں
[illegible] (صفحہ ۱۷)

[illegible] کوئی حسد بجز اس کے ہو سکتا ہے کہ اگر وہ یہ بھی لڑکی
[illegible] اور شاید ان حضرات کے لڑکے نواسوں کو یہ آئندہ کرنے پڑیں
[illegible]

علی کے کنیز آزاد کی

[illegible] ہوئے اور کب یا کتنے عرصے آپ کے [illegible]
[illegible] کہ علی کے کنیز آزاد کی [illegible]

کو خوشخبری سنائیں نے تم کو بہشت کی۔ اور بعض چاہو تو کہ
جو تم نے کہا وہ کیا اچھا جو تم کو دیا۔ میری رخصت سے جس کو چاہو
دختر بہشت کرو یا داخل بہشت، اور جس کو چاہو میرے عوض بہشت
سے نکالو۔ (ج ۱ صفحہ ۱۰۱)

بعض حضرت فرستادہ پیغمبر آخر زمان کی ہمراہ
نبی اکرم اس قدر رتبہ و ہیبت اور حرمت ایک دختر کو آنحضرت
سے بخشنا در تعجب کا مقام ہے۔

حضرت زینب بنت رسول اللہ

جب حرمل جناب فاطمہ پر شدید ہوا۔ جناب امیر کو بلایا۔
اور فرمایا میں تم کو وصیت کرتی ہوں کہ میرے بعد میرے
امامہ کی بابن نہ زینب کی دختر کی خواستگاری کرنا۔
(ج ۱ صفحہ ۲۰۲)

جب حرمل جناب فاطمہ پر شدید ہوا۔ جناب امیر کو بلایا۔
اور فرمایا میں تم کو وصیت کرتی ہوں کہ میرے بعد میرے
امامہ کی بابن نہ زینب کی دختر کی خواستگاری کرنا۔
(ج ۱ صفحہ ۲۰۲)

یہ کہ امور خانہ داری کے اوقات اور متاع خانہ داری کی
وصیت کی اور کہا میرے بعد امامہ بنت ابی العاص کی میری
خواہر زینب کی دختر سے خواستگاری کرنا کہ وہ میرے فرزندوں
پر مہربان ہے۔
(ج ۱ صفحہ ۲۰۶)

نکاح میں آئیں۔ سیدہ زینبؓ کے متعلق ناسخ مقدار تیغ فارسی کی یہی شہادت کافی ہے اور یہ لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمائے جب سیدہ فاطمہؓ کی عمر تیرہ چودہ سال کی تھی۔

سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں نبوت سے قبل یا بعد میں کسی وقت حضرت خدیجہؓ کی بھانجی ہالہ بنت خویلد سے شادی کی۔ ہالہ کے بطن سے ان کے ہاں ایک لڑکا ہند اور ایک لڑکی امامہ پیدا ہوئی۔ ہند کا بچپن میں انتقال ہو گیا۔ امامہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اپنی بھتیجی بنا لیا تھا۔ سیدہ زینبؓ نے اپنی بیٹی امامہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حبالہ نکاح میں دیا۔ سیدہ زینبؓ کی وفات کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے امامہ سے نکاح کر لیا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امامہ نے مغیرہ بن نوفل سے نکاح کر لیا تھا۔ مغیرہ کے انتقال کے بعد امامہ نے اپنی وصیت کے مطابق اپنے بھائی عبداللہ بن ابی العاص سے نکاح کر لیا تھا۔ عبداللہ کے انتقال کے بعد امامہ نے زبیر بن عوام سے نکاح کر لیا تھا۔ زبیر نے امامہ کو طلاق دے دی تھی۔ اس کے بعد امامہ کا کیا ہوا، کچھ پتہ نہیں چلتا۔ ممکن ہے امامہ نے بھی اپنی والدہ کی طرح تجرد کی زندگی بسر کر لی ہو۔

ابو العاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عمرو بن ربیع کی بیٹی فاختہ سے ابو العاص رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا علی تھا۔ علی کی عمر آٹھ سال کی تھی جب ابو العاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ علی کی والدہ فاختہ نے علی کی پرورش کی۔ علی کی اولاد نہیں ہوئی۔ علی کی بیوی کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

ابو العاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عمرو بن ربیع کی بیٹی فاختہ سے ابو العاص رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا علی تھا۔ علی کی عمر آٹھ سال کی تھی جب ابو العاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ علی کی والدہ فاختہ نے علی کی پرورش کی۔ علی کی اولاد نہیں ہوئی۔ علی کی بیوی کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

ایک درد مند انجیل

جب اس کا منہ قبلہ شروع ہوا تو [illegible] میں پڑھ دی۔ وہ سخت بیمار ہوئے
[illegible] کہ ایک مجلس میں [illegible] کے ذکر پر گفتگو کرتے
[illegible] وصیت[1] کے [illegible] جو [illegible] آگے چل کر [illegible]
[illegible] اور قبلہ کی [illegible] کہ [illegible] کی وصیت
[illegible] گئی۔ یہ [illegible] کوئی [illegible] وصیت [illegible]
[illegible] کہ [illegible] [illegible][2] [illegible] کے [illegible]

آپ [illegible] اور [illegible] دوستوں [illegible] صرف ایک [illegible]
[illegible] کے [illegible] [illegible] کے لیے [illegible] ہیں۔ [illegible]
[illegible] ہیں۔ آپ [illegible] کس [illegible] [illegible] تو [illegible]
[illegible] گئے۔

میرے [illegible] [illegible] آپ [illegible] آنا [illegible]
[illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ

---

[1] وصیت کے متعلق [illegible]

[2] [illegible] مولوی [illegible]

ترجمہ۔ [illegible] فرماتے ہیں کہ بے شک [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اس سلسلہ میں نبی کو اپنا پہنچی نے ہم موجب دیئے ۔ سیدنا عمر کے ساتھ سیدہ ام کلثوم بنت علیؓ کے نکاح کے اس نے انکار ہی ہوئے کہ مجوسیت کو ذریعہ اعظم نے دنیا سے نیست و نابود کیا تھا۔ آپ نے علیؓ اور فاطمہؓ کو دیدہ پیدا یا۔ اور گلیوں میں گھسیٹا اور خصوص اس لئے کہ صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی جائز پیدا ہو سکے۔ وہ تو ہونے سے رہا۔ مگر آپ سیدنا علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کو بجائے معصومیت کا مقام دینے کے ان کی بے ادبی کا موجب ضرور بنے آپ نے "ولایت" کا ثبوت پیش کرتے کرتے یہاں تک وقت امیز حربہ استعمال کئے کہ معاذ اللہ نبی نے اسلام کی ترویج کے لئے کذب گوئیاں دیں۔ اس کے باوجود سوائے تین چار کے کوئی بھی مسلمان بنی نہ بن سکا۔ مدت مرحومہ سے آج تک اس معاملہ میں مختلف ہتھکنڈے کام میں لائے۔ اور اس طرف کوئی التفات نہ کیا۔ "نہ تمہی کرو یہ بڑی" کہ آپ کے ان پراپیگنڈا میں سوت میں پڑتا۔ گو سبائی صحابہ کا مسئلہ صدیوں سے چلا آ رہا تھا۔ اور ہر کسی نے اپنی کتابوں کی زینت کی۔ چند نرالے کہیں کہیں اپنی مجالس میں کہہ لیتے تھے۔ اور بس بھی۔ مگر ان لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے گھر گھر میں جس دھوم دھام سے آپ کے دشمنوں نے ذکر کیا ایک نظر دیکھنے سے اس کا ردعمل اپنا فرض ہی ختم کر لینا ہی قرین قیاس ہے۔ تو یہ ہیں یہ جان پہچانتے کہ ہم اس سلسلہ زہر دفعیہ کے زمانہ اپنے مقدور بھر اس میں لگے ہیں۔ مگر ایک گروہ اور بھی تھا جو نہ صحابہ کرامؓ کی شان پر حملہ کرتا تھا اور نہ کسی ک

سلسلہ ہے۔ چونکہ آپ کا نام شاہی سرمایہ تشہیرات کا بجٹ اور دیوالہ نکالنے والوں کا پسندیدہ ہے۔

ب چھوڑ دیئے جائیں اور سب دھرے کے دھرے اپنی مخصوص مجلسوں میں گرجتے برستے کو خبیر باد کہہ دیجئے۔ عوام کو حب اہلبیت کے نام پر گمراہ نہ کیجئے۔ اور اہل مستقبل کو غور نہیں پڑتے اور سیدھے رستے پر آجائیے۔ ورنہ تیرہ ہی ہاتھوں کو مجنوں کی بڑ نہ سمجھئے وہ وقت انشاء اللہ قریب آنے والا ہے کہ آپ کے خوارج آپ کا راستہ کاٹنے کو تیار ہو جائیں گے۔

مقام ابن فاطمہؑ

مقام ابن فاطمہؑ پر مختلف سمتوں سے مختلف قافلے آ رہے تھے۔ کچھ لوگ پیدل آ رہے تھے۔ کچھ سوار تھے اور کچھ اونٹوں پر سوار تھے۔ ان سب کا رخ ایک ہی سمت تھا۔ وہ سب ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ ان سب کے چہروں پر ایک ہی جذبہ کارفرما تھا۔ ان سب کے دلوں میں ایک ہی تمنا تھی۔ ان سب کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا۔ ان سب کی آنکھوں میں ایک ہی خواب تھا۔ ان سب کے دل ایک ہی آرزو سے لبریز تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں ایک ہی پرچم تھا۔ ان سب کے سروں پر ایک ہی سورج چمک رہا تھا اور ان سب کے پاؤں ایک ہی راستے پر گامزن تھے۔

(باقی آئندہ)

تا روز قیامت دریافت نہیں ہو سکتا کہ قبر کہاں ہے۔

(ج ۱ صفحہ ۲۲۹)

تبصرہ

حضرات شیخین کے خلاف زہر اگلتے اگلتے سیدہ فاطمہ کی قبر کو بھی
پیچیدہ کر دیا۔ سی چہار لیموں میں ایک۔ وہ قبر کہاں ہے کہ سیدہ کی
قبر کے ساتھ تلاش نہ چاہیں اور قبر ہی تیار کریں۔ تاکہ کوئی نہ نبی سیدہ
کی نعش زمان کرنے جرأت نہ کرے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ جھوٹ بنا گیا ہے۔ اسے پہلی مرتبہ
کہ میرے اس بھوا اس سے جناب سیدہ کی عزت کا کوئی پہلو سامنے "
یا سراسر ذلت اور رسوائی کا۔

خدا ان محبان اہلبیت کو ہدایت دے۔ یقولون بافواھھم
مالیس فی قلوبھم۔

عمر شریف جناب فاطمہ

شیعہ مؤرخ نے لکھا ہے کہ آپ کی عمر ۲۸ سال ۵ ماہ تھی۔ اس
لیے یہ مسئلہ بھی پیش کر دیا جائے۔ کہ شیعہ کی کتابوں میں کیا بیان کیا گیا
ہے۔ (ج ۱ صفحہ ۲۲۲)

علی کی پیدائش

[illegible]

(ج ۔ [illegible])

[illegible]

حضرت علیؑ کی پرورش

[illegible]

المیہ

[illegible]

تبصرہ

یہ بات بہت پہلے [illegible] جیسے قبیح کہتے ہیں اور واقعہ میں اس [illegible] جب کہ یہ بات معلوم نہیں کہ پہلے کس پر عقیدہ [illegible] ہے۔ ورنہ لغات کے موقع پر ہوتا ہے۔) بوقت [illegible] مثال اور مفہوم کے لئے بیان کرنا، عیاں چہ بیان کا ہے۔ اب تو [illegible] ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے اصحاب اور [illegible] سے متعلق ہر کہنی کو، اپنے گھر لے گئے۔ اور دوسرے بیٹے کو جب اس کے سپرد کیا۔ وہ سب لنگڑاتا اور وہ دونوں کی ہنسی اڑاتا ہے۔ گروہ میں بھی خوشبو میں وغیرہ بیچ کر مشکل گزر کرتا ہے۔

جس نے پیدا ہوتے ہی قرآن پڑھا

تذکیل تہمید کہ مجدد بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ جس کے بعد قرآن جو مجھ پر نازل ہوا بغیر اس کے کہ مجھ سے سنا ہو پڑھا۔ میں نے عمل سے باتیں کیں۔

(ز ج ۱ صفحہ ۲۵۵)

---

۱ تفہیم کیلئے دیکھئے حقیقت مذہب شیعہ صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۸

حبیب کون ہے

ابن عباس نے کہا کہ حضرت اس روز (یعنی وفات کے دن) کہتے تھے۔ میرے حبیب کو بلاؤ۔ (جس کو وہ ساتھ لاتے تھے اس سے حضرت منہ چھپا لیتے تھے۔ جب بی بی فاطمہ سے لوگوں نے یہ کہا تو وہ کہنے لگیں ہائے بابا کو بہت تکلیف ہے۔ یہ کہہ کر وہ رونے لگیں۔ جب بی بی فاطمہ گئیں اور بابا نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ بیٹی اب نہ روؤ صبر کرو۔ پھر کہنے لگے۔

(باقی صفحہ ۱۰۳)

علی نے قرآن پیارا ہوتے ہی جنازہ بن سکے پڑھا۔ اس کے بعد تینتیس سال زندگی کے بسر کئے۔ اس گزران کے وقت اور تو سب موجود تھے مگر دنیا موجود نہیں۔ اور کسی کو بجز حسنین اور عباس اس وقت معلوم نہیں کہ نبی کے حبیب کون سے ہیں۔ مختلف لوگوں کو پکڑ پکڑ کر نبی کے پیش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں بابا یہ ہیں۔ جب کہیں جا کر حضرت ابوطالب کو کہیں کسی مقام سے نبی ہوئے پکڑ کر لاتے ہیں۔ نبی کے چہرے پر خوشی کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔

ا حقیقت مذہب شیعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کوئی صاحب بنی کریم کے حوالے سے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی فقرہ لکھ دیں۔ مگر ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضور کا ارشاد کون سا ہے۔ (مدیر الفرقان)

حضرت نبی کریم کا آخری وقت (باقی صفحہ ۱۰۳ پر دیکھئے)

حضرت علیؓ کا قاتل شقی ترین شخص

حضرت علیؓ کی شہادت

جب آپ کی تدفین سے بعد بنی امیہ کی طرف یہ روایت منسوب کی گئی ہے کہ اے علی سو ہزار شمشیر زن تم سے صدمہ کا رہے ہیں گے۔

(ج ۔ صفحہ ۲۵۸)

حضرت علیؓ نامہ اور فہرست اسمی پڑھ رہے تھے۔ جب ابن ملجم کے پہنچنے کی خبر دی تو ہی شبیہ رحمٰن بن ملجم تھا جس نے عرض کی کہ اس کی ماں یا بہن کو میں نے قتل کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا عبدالرحمٰن پر لعنت ہو اس نے کہا کہ اگر حضرت چاہیں تو آپ کا دست ہوں۔ حضرت نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ جو سوگند تو میرا دوست نہیں ہے۔

بن بلکھ نے آپ کی بیعت کی

اور تیسری بار حضرت نے اس سے بیعت لی جب وہ تیسری مرتبہ سے پھر گیا اور قسمیں دیں کہ بیعت سے نہ پھرنا اور عہد و پیمان باندھے پختہ و محکم اس سے لئے پھر جب وہ چوتھی مرتبہ پھر گیا اور کہنے لگا

(زج ۱ صفحہ ۲۰۰)

زخمی ہونے کے بعد ابن ملجم کو خوب سب کر کے کہتے ہیں، کیا ہی تجھ پر مبارک نہ کہا میں نے تجھے اور دل پر اختیار نہیں کیا۔ کیا تجھ سے میں نے احسان نہیں کیا۔ اور نگران سے زیادہ تجھ نہیں کیا (زج ۔ ۲۸۳)

سیدنا علی نے پیدا ہوتے ہی قرآن پڑھا۔ آپ ہی سے یہ بات ہے کہ ہم نے لب المعوات (الاسلام) سے۔ آپ ہی نے کہا کہ ہم میرے قتل سے تو کچھ پہلے قتل کو اپنی بیعت میں داخل کرنے کا سبب؟ بات ابھی ہم پر ہی ختم نہیں ہوتی آپ کے تمام شیعہ ہی ایسی قسم کھاتے ہیں جن کو جھٹلانا سب قرآنی آیات کا میرے ذہن و قلب کو تنگ کر دیتے ہیں جب دل تنگ ہوتے اور شکر ہی دیتے حرف نہ آتی ہے جناب میرے پاس شریعت کی (لعنت اللہ علی کاذبین) درجہ اول میں جناب معاویہ نے خلافت شروع کی تو ہی کے ہاتھ خلیفہ بنے (ناشکروں میں شامل ہے) اور جب نے نصرت و مدد کاری نہ کی۔ اس وقت جب یہ بلائے منہ رشد و فرزند

خدا سوگند مجھے منظور ہے کہ خدا مجھ کو تم سے اٹھا لے۔ پھر رشاد کیا خداوندا
تیرا نہ ہے کہ میں ان سے تنگ آگیا ہوں اور یہ مجھ سے تنگ آگئے ہیں۔ آپ
نے ان کو فرمانیوں سے تنگ آئے۔ مگر وہ آپ سے کیوں تنگ آئے۔۔۔۔
میں ان سے ملول ہوں اور یہ مجھ سے ملول ہیں۔ خداوندا مجھے ان سے
راحت کر اور ان کو مبتلا بہ بلا میں شخص کے نہ کہ اس کے
یہ نہ یاد رکھیں چنانچہ کربلا کے مقام پر ہلال بن نافع بجلی حضرت حسینؑ کو
تنہا دیکھ کر کہتا ہے یا ابن رسول اللہ آپ کے جد بزرگوار رسول خدا
صلعم کہ جن کی محبت قلوب مردم میں مستحکم کرتے اور ان کو اپنی اطاعت
پر بہت قدم رکھتے۔ بہت منافقین ایسے تھے کہ ان سے وعدہ و نصرت
فرماتے اور وہ اصل کر وعدہ پر مستعد تھے۔ یہاں تک کہ انتقال
فرمایا اور آپ بھی آج میں گروہ اشرار کے عذر و مکر میں گرفتار
ہیں۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۷۰)

تبصرہ

معلوم ہوتا ہے آپ کی اس وفاداری نے ترکہا تہ یہ خیال
ہائے تو شنو بدیے پریں کہ جب سید ناشن نے۔ مورخہ ۱۸ ذیقعدہ سنہ
سے ہجری کو دست حق پرست ہر ہیت کی۔ تو میں سن کو لوگوں نے
ہم نے بیعت نامہ لکھ دیا۔ سید نا عبداللہ بن زبیر نے تلمین علی ان کو بیعت میں لانے
کا ارادہ جب کہ سید نا علی کرم اللہ وجہہ خلافت پر متمکن ہوئے تا مرجب تھا۔ ان کا مقصد
سید نا علی کی بیعت سے پہلے میں قتل علی کا بدلہ لینا تھا۔ سید نا علی کہتے

حضرت علیؓ کی نصیحتیں

جلد ۱ صفحہ ۲۷ ، ۲۷۱

میں آپ کی نصیحتیں نمبروار درج کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کے شیدائی ان کے عمل ان نصیحتوں پر واضح کرنے میں آسانی رہے۔

۱۔ دربارِ قرآن خدا کو اس طرح یاد رکھو کہ کوئی تم پر عمل کرنے میں سبقت نہ کر سکے۔

(قول) ۔ ذرا غور سے کہ وہ قرآن کیا ہے، جس پر سید نا علیؓ عمل کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں۔ قرآن تو آپ نے سنا، سمجھا، کہ کیا ہے۔ آپ اپنے دورِ خلافت میں بھی ظاہر کر سکتے اور ثابت کر سکتے کہ قرآن کیا ہے۔ آل محمدؐ کیا ہیں۔ لیکن قرآن تو ہر صفت کا ہے۔ اگر آپ نے اس پر عمل کرنے کی بات فرمائی ہے تو ہمارے لئے بھی ہے۔ آپ ابراہیمؑ اسحٰقؑ یعقوبؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ

ہ ۔ خدا کو در باب خانہ کعبہ یاد کرو ۔ کہ ہرگز جب تک تم ہو وہ تم سے جدا نہ رہے ۔ سوا اس کے کہ گرچ خانہ کعبہ کو ترک کر دو گے جہنم نہ پاؤ گے لیکن بہت جلد عذاب خدا تم پر نازل ہوگا ۔

اقبال ۔ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ آج کتنے شیعان علی آپ کی سن رہے تھے بہتر ہزار تو ہوں گے ۔ آج کے موتمر پر جتنے آپ کی تلاوت ایک فی ہزار بھی کبھی دیکھنے میں نہیں آئی ۔ مان یہ ضرور ہے کہ کعبہ کا حج بڑی دھوم دھام سے کیا جاتا ہے ۔

ایسا کیوں نہ کیا جائے جبکہ کعبہ کی زیارت کرنا ہر فرد کیلئے فرض ہے اس لئے وہ کی کہ ہر مسلمان ہو جہاں وہ فرق نہ کرے اس لئے کہ ..... میں نے اس لئے موسمے کا حکم کیا ۔ زمین کربلا ہو یا ہے مریم و عیسیٰ مسیح ہر جگہ میں نے جگہ دی ۔ ہو ذات قرار معین ، شاطی حرمی ، یہ میں کہہ چکا ہوں ۔ میں نہر فرات ہے ، جنت کے ہر نالے فرات ہیں یا ہی ہوتے ہیں ۔

۱ تجھی تصویر کہ ہا صفحہ ۹ ۔ ۱۰

چونکہ شیعوں کے جتنے بھی حج ہیں حج فرماتے ہیں ۔ اندریں حالات مسلمانوں کو ان سے بہتر تو نہیں کہا جا سکتا ۔ حج نہ کرنے پر عتاب نہیں ہوتا ہے ۔ کیونکہ شیعوں کی معتبر کتب میں کعبہ سے زیادہ کربلا کا ثواب کہا ہے ذرا ہ شیعوں عرفہ کے دن جو نہ فرات کو روز حج ہے قبر حسین کی زیارت کا ثواب اس قدر بیان کیا گیا ہے کہ کوئی شیعہ ہے چھوڑ کر کعبہ کا

ا ۔ اب یہ صفحہ سر گرداں میں گیا ہے اور مرزا یوں کا گڑھ ہے

درخ نہیں کر سکتی۔ اس لئے شیعہ مجتہد لے سے بھی مکہ کا رخ نہیں کرتے چنانچہ
بہار مذہب کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے کہ حج کے دن زیارت کرنے سے لیے
بیس حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ جو کسی نبی یا امام کے صحن میں
بعض روایت کے مطابق ایک حج مقبول اور دس لاکھ جہادوں کے
برابر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوے حج میرے حجوں
سے اور ہر ایک حج کے ہمراہ عمرہ بھی کیا ہو اس کا ثواب اس فرزند
(حسینؓ) کے زائر کو ملے گا (جلد ۲ صفحہ ۱۰۵)

آگے چل کر یہ راز اس طرح سے کہ دیا کا پردہ بھی اٹھا دیا۔ چنانچہ
مجلسی لکھتا ہے کہ فرمایا امام موسیٰ رضا نے۔ پس جو کوئی اس میں غربت
میں زیارت کرے گا۔ خداوند خاص ایک لاکھ شہید۔ ایک لاکھ صالح
لاکھ حج کرنے والوں کا اور ایک لاکھ عمرہ کرنے والوں کا اور ایک لاکھ
کرنے والوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا۔ اور ہر ایک
میں وہ شخص محشور ہوگا۔ اور درجہ شہادت بہشت میں ہمارا رفیق ہوگا۔

(جلد ۲ صفحہ ۳۷۱)

یاد رہے کہ آپ کربلا میں کے مقبرہ میں دفن کیا گیا تھا۔
اب علی کے اس حکم کی کیا قدر ہونی چاہئے کہ تم خود کردہ باب کعبہ
یا کردہ۔

صفحہ ۲ جلد تحریر کرتا ہے کہ عید کے دن اور نرفہ کے دن۔
زیارت کرنے سے ہزار حج اور ہزار عمرہ بھروسہ کا ثواب ملتا ہے۔

(بحوالہ رسالہ نمبر ۲۰ موسوم بہ کربلا شناخت کردہ
دائرہ اصلاح محرم صفحہ ۸ تا ۱۰ ۱۳۸۹ھ)

[illegible] بڑا تعجب اس بات پر ہے کہ! فضل کے ہوتے ہوئے مختلف
[illegible] مل کر کے یہ لوگ کیوں نماز نہیں پڑھتے ہیں اور اگر وہ یہ کریں
[illegible] پیچھے، حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ قبلہ حیرتی صاحب کے
[illegible] کہا تھا کہ شیعہ مذہب ہر پہلو سے اہلسنت سے مختلف ہے
[illegible] کی شرط یہ ہے کہ ہر کام میں اہلسنت کی مخالفت کیجائے
[illegible] کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے۔

۲۔ فرمایا کہ ذرہ بے نماز یاد کرو۔ کہ وہ بہترین اعمال دستور دین ہے
[illegible] سوال۔ حضور علیہ السلام کو کیا معلوم تھا کہ میں کن لوگوں کو تبلیغ کروں
[illegible] نہ دین کا ستون ہے۔ اس طرح تو نماز ارکان دین میں شمار ہونے
[illegible] ذریعہ اسے فریضات دین سے بھی شاید کسی وقت خارج
[illegible] آپ کر رہے ہیں۔ یہ صرف عباس عزیز سے دوسری
[illegible] نماز کا وقت ہے مگر تم جا رہے ہو اور نماز نہیں

۳۔ فرمایا کہ ذرہ بے جہاد فی سبیل اللہ اپنے دل اور دماغ سے
[illegible] کے بعد کرو۔ اور جب تک کہ راہ خدا میں جہاد نہیں کر سکتے
[illegible] گھر بیٹھے رہو۔

۴۔ سوال۔ سب سے پہلے تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ
[illegible] زمانہ حضرت امیر معاویہ کے حوالے کر دیا۔ اور یہ ناحق
[illegible] امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر حسینؑ کو مشورہ
[illegible] کس نے تشویش کیا۔ اور انہوں نے کس امام کے حکم سے جہاد
[illegible] سمجھ میں نہیں آتا۔ چاہیئے اسے بھی پیچھے کریں

کے ساتھ کے بعد سے [illegible] کی نسبت سے [illegible]
کے خلاف [illegible] اترے نہیں [illegible] کہ ان [illegible]
قتل ہوئے۔ [illegible] شب ہوئے اور [illegible]
لے کر گئے [illegible] یا گرفتار ہو کر کسی [illegible]
بہن کی [illegible] پکڑ گئے۔ [illegible]
نکاح میں تھی۔ [illegible] کہ [illegible]
یا یہ تمام [illegible] کرنے والے امام تھے۔ اور [illegible]
رواے [illegible]

۵۔ [illegible] کرو کہ انہوں نے کوئی بدعت دین میں نہیں کی۔ اور [illegible]
کو راہ نہیں دی۔ بلکہ [illegible] رسول خدا نے اپنے اصحاب کے [illegible]
فرمائی اور [illegible] لعنت کی جو اصحاب اور غیر اصحاب میں سے بدعت
جاری کرے [1]

اقول۔ میں شیعہ دوستوں سے ہی پوچھتا ہوں کہ ان مجلسی نے
سیدنا علیؓ کی زبان سے جن اصحاب کا ذکر کیا ہے وہ کون تھے اور کتنے
تھے۔ ان سے مراد سلمانؓ، مقدادؓ، ابوذرؓ ہے تو فرمایا یہ تینوں کہ
سیدنا علیؓ کی شہادت کے وقت وہ کہاں تھے۔ جن کے متعلق یہ وصیت
فرمائی جا رہی ہے اور اگر وہ تھے جو اس وقت سیدنا علیؓ کے ہمراہ تھے
تو ان سے آپ خود نالاں تھے۔ آخر یہ کہہ سکتے کون۔ آؤ یہ بات بیان

---

[1] یہاں میں پوسٹی کو ایک تاویل بنام ہو سکتی۔

آپ کو بھائی اور بہن کہتے ہیں۔ اشتراکیہ نے اپنی سیاست کو
ذہن سے چھپا کر رکھنے کے لئے یہ حیلہ

مسلمانوں کے راہنما اور نبی کے مخصوص دوست کے لفظوں سے اظہار خیال فرمایا ہے۔

حضرت علیؓ نے بلا توقف حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی

ما خذ ہو کافی کتاب الروضہ۔

حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور لوگوں کو بیعت سے نہ روکا۔ تاکہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ (صفحہ ۱۳۶) حالانکہ کافی کا یہ قول غلط ہے۔ مقبول بخاری علیؓ نے سیدہ فاطمہؓ کی وفات تک بیعت نہیں کی۔

آیت کا ترجمہ ہے۔

تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک کام کئے ہیں خدا وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور ملک کا حکم بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو حاکم بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے۔ یقیناً ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کرکے جما دے گا۔ جسے ان کیلئے وہ پسند فرما چکا ہے۔ اور ان کے اس خوف و خطر کو وہ امن و امان سے بدل دے گا۔ کہ میری عبادت کرتے رہیں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہی ہیں۔ آگے پڑھنے سے پہلے ایک بار پھر اس ترجمہ کو پڑھ لیجئے۔ اور نور روشن دماغ کی ایک چمکتی روشنی میں پہنچ کر سوچیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ ان سے وعدہ کیا گیا ہے کہ خدا وہ ملک کا حاکم بنائے گا تو اللہ تعالیٰ نے کسے ملک کا حاکم بنایا۔ اگر اللہ کا وعدہ حق ثابت ہوا اور چند منافقوں نے

[illegible] کے اس وعدے کی نافرمانی کر کے اس کا انکار کیا تو اس [illegible] تعالیٰ کے متعلق کہیے گا کہ پھر ارشاد ہوتا ہے۔ جسے ان کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے۔ یہ پسندیدگی ہو چکی تھی اس پر عمل باقی تھا۔ اور نبی کریم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر نے وہ وعدہ پورا کر دیا۔ اور تمام دنیا نے دیکھ لیا کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر کے زمانہ میں دنیا کی دو سب سے بڑی سلطنتیں فتح ہو گئیں مٹیا ہو گئیں۔ صدیق اکبر نے ارتداد کا خاتمہ کر دیا۔ عثمان غنی نے فریقہ کے مغرب سے لے کر بحیرہ ہند کے مغربی ساحل تک امن و آشتی کا وہ نمونہ پیش کیا کہ دنیا جس کی مثال دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ آپ کے زمانہ کے مقابلہ زمانہ کی خلافت آتی ہے۔ یکے بعد دیگرے فرزندان توحید خاک و خون میں تڑپ جاتے ہیں۔ یک پے در پے فتوحات نہیں ہوتیں۔ ہر طرف بے چینی اضطراب اور افراتفری کا عالم ہے۔ اور دنیا اس وقت تک کے لئے سانس لیتی ہے۔ جب آپ کی مزعومہ خلافت ختم ہو جاتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کا مرتفع نہیں کیا جاتا تو بتلائیے آپ کے تمام مسلمان مرتد ہو چکے تھے تو آپ کس ملک پر خلافت کرتے۔ آپ تو ہزاروں بلکہ لاکھوں اپنے شیعوں کی مدد سے بھی فتح نہ پا سکے۔ تو صرف چند کی ہمدردی سے کیا کرتے۔ نہ کر سکتے ہیں۔ غفلت کا آ جانا۔ سب وہ زمانہ گزر گیا جب آپ لوگوں کی لیڈری سب چیتی تھی۔ جب آپ کے لئے بندے پیدا ہو چکے ہیں۔ جو آپ کے مقربانہ اور نذرانہ پر گزر کرتے۔ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی عزت پر گہری نظر رکھنے والے سبائی مجتہدین آپ کے ڈرے فاتحوں کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان کے [illegible] بیعت کی گئی۔ اصلی قرآن جلا کر معدوم کیا گیا۔ فدک غصب

ہمیں ورنہ اپنی خلافت کے دور میں بھی واپس نہ کرسکے۔ سیدہ فاطمہؓ کی بے عزتی کی گئی۔ متعہ حرام کیا گیا۔ تراویح رائج کی گئی اور آپ اُف تک نہ کرسکے۔ اور جب خلافت ملی تو اس وقت آپ یہ کہہ کر خاموش ہوگئے۔

مجھ سے پہلے جو خلفاء تھے انہوں نے بہت سے کام ایسے کئے جن میں رسول اللہ کی مخالفت کی ہے۔ عمداً ان کے خلاف کیا ہے۔ ان کے عہد کو توڑ دیا ہے۔ ان کی سنت کو بدل دیا ہے۔ اگر میں لوگوں کو ان امور کے ترک پر اور ان کو پھر ان کی اصل حالت پر لے جاؤں جن پر وہ رسول اللہ کے زمانہ میں تھے تو یقیناً میرا لشکر مجھ سے جدا ہوجائے۔

(ترجمہ کتاب روضۃ الکافی صفحہ ۲۹)

نورالله شوستری تراجم حق میں سیدنا علیؓ کی خلافت کا بیان میں لکھتا ہے۔

وانی علی ان امر الخلافۃ ما وصل الیہ الا

بالامر الذی ذکرنا، المتن الخ

خلاصہ یہ کہ خلافت سیدنا علیؓ کو برائے نام ملی۔ نہ درحقیقت وہ جانتے تھے۔ میرے ان کے عہد خلافت میں بھی اختلاف ورنہ کیا کچھ نہ کوئی کہہ ان تک کفر بھائے۔ شیعہ مذہب کی کتب بک بھری پڑی کافر کہا۔ وہ ہماری کا سرنگ ہیں۔ نہ یہ ماننے ہیں نہ وہ۔ کبھی یہ کہتے ہیں کبھی وہ اور وہ سب کچھ نہ کریں یا کہیں جبکہ اصل دین کے ستر حصے ہیں

نہج البلاغہ وصیت علیؑ کو اور عقل کی وصیت حسنؑ کو

حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ اور تم میرے بیٹے ہو اور میرے بعد ہو۔ میں تم کو اس طرح وصیت کرتا ہوں جس طرح رسول خدا نے میرے لئے وصیت کی تھی۔

اے فرزند! جب میں دنیا سے رخصت کر دوں اور میرے بعد تم سے کچھ سوال نہ ہو۔ اس وقت خاموش رہنا اور میری ہوس پیدا نہ کرنا۔ اور دنیا کو میری بڑائی قرار نہ دینا۔ (ج ۱ صفحہ ۲۷۲)

تشریح

نہج البلاغہ کے خزانہ نشینی کی وصیت کی تو وہ اپنی بیوی کو نہج البلاغہ پر سوار کر کے دربار کیوں پھرتے رہے۔ خلافت کی کھیک مانگتے رہے۔ معاویہ سے خلیفہ ہونے کا کبھی بھی دعویٰ نہ کیا۔

میرے حساب سے مرتضیٰ نہ رہیں۔ کا مطلب واضح ہے۔ کہ اسی سب سے بڑا ثبوت ہے کہ حسینؑ نے اس کے خلاف کیا تو کیا پایا۔ ہ

پھر آپ فرماتے ہیں فانی لست ارضی ان اخفی

(اے فرزند! تحقیق میں نہ کرنے سے راضی نہیں ہوں۔ پھر آپ کے جملے، رحم آج تک مقبرہ معصوم کی کبریت لگائے جا رہے ہیں۔ آپ کا یہ فرمان رشد و ہدایت سے بھرا ہوا ہے۔ یہ سراسر ناصح

(نہج البلاغہ)

لوگوں کے لئے کسی امیر کا ہونا ضروری ہے۔ چاہے وہ نیک ہو یا بد۔ سیدنا علیؓ کے ان ارشادات کی موجودگی میں علویوں کے مخصوص چند افراد کے مسموم عن الخطا ہونے کا ڈھنڈورا اور علویوں کا بار بار خروج کرنا کون سی دعوت الی الحق تھی۔ سیدنا علی خود اپنے آپ کو خلیفہ بلافصل تو درکنار خلیفہ منصوص بھی نہیں سمجھتے تھے۔

ومن کلام لہ لما اراد قبل البیعۃ بعد قتل عثمان لاعرفنی وانسو غیری ان ترکتونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم وانا لکم وزیرا خیر لکم منی امیرا (نہج البلاغہ)

ترجمہ: حضرت علیؓ کے کلام سے ہے کہ جب ارادہ کیا بیعت کا بعد قتل عثمانؓ کے مجھ چھوڑ دو۔ اور میرے سوا کسی دوسرے کو ڈھونڈو لو اگر تم مجھے چھوڑ دو گے تو میں بھی مثل ایک کے تم میں سے ہوں گا۔ اور شاید تم سے زیادہ حکم ماننے والا اور زیادہ اطاعت کرنے والا ہوں گا جس کو تم اپنا والی امیر بناؤ گے اور میں تمہارے لئے وزیر بن کر بہتر ہوں اس حالت سے کہ تمہارا امیر ہوں۔ سیدنا علیؓ کے اس ارشاد سے چند امور مستنبط ہوتے ہیں۔

۱۔ آپ خلافت کو منصوص نہیں بلکہ مشورہ مومنین پر موقوف سمجھتے تھے

۲۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں منصوص خلیفہ ہوں۔ اور اب میرا حق مجھے مل گیا ہے۔

۳۔ آپ نے فرمایا میرے سوا کسی اور کو امیر منتخب کرلو۔ میں بحیثیت

وزیر کام کروں گا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خلفائے راشدین کے زمانہ
خلافت میں آپ ان کے وزیر تھے۔

۴۔ اگر آپ سے ایسا ارادی طور پر کہا تو امام منصوص کی شان کے
یہ امر قبیح ہے کہ وہ اس قطعی کو بالکل پی جائے اور شارح بھی
اس کا ذکر نہ کرے۔

علمائے حنفیہ بن کر فرماتے ہیں۔

آپ سے پہلے جو خلفا ہوئے۔ انہوں نے کام لیے تھے جن میں رعایت
رعایا کی ہے۔ عمداً ان کے خلاف کیسے۔ ان کے عہد کو توڑ دیا ہے۔
اس کی سنت کو بدلا ہے۔ اگر میں وہ فرمان کو اس طرح کے ترک پر دو
اس کو پہلی حالت پر لے جاؤں یعنی جس حالت میں وہ رسول اللہ کے
زمانے میں تھے۔ تو یقین میرا شکر مجھ سے جدا ہو جائے۔ اگر میں ظلم کو
دور کروں اور ان کی نعمتیں سلامتی کی طرف لوٹا دوں وہ جگہیں جو رسول اللہ
نے آباد کی تھیں اور وہ ان کو نہیں ویران کیں اور نہ وہ تباہ کئے گئے
بلکہ جو فیصلے کئے ہیں ان کو برقرار رکھوں اور کچھ نہیں جو فرمان کے پاس
نہ آئے ہیں۔ ان کو ان کے شہروں کے حوالے کروں اور لوگوں کو
ان کی زمین پر قائم کر دے۔ آباد کاروں اور وظیفہ کے حقداروں کو
اور سپاہیوں کو جو ثغور میں رہتے ہیں جیسا کہ وہ پہلے تھے۔ اور ہر ایک
کو اس کے حق پر قائم رکھوں۔ اللہ کی قسم۔ اگر میں
ان کو ان کی جگہ پر نہ لوٹاؤں جس پر فرمان کے وقت تھے اور جس

تذکرہ اور میں نے ان کو آگاہ کیا کہ نقل کی حقیقت کرانا بہت ہے تو میرے
ہی لشکر کے بہت لوگ جو میرے ساتھ ہو کر لڑتے تھے آپس میں مشورہ کیا کہ اب
اہل اسلام دیکھو عمرؓ کی سنت بدلی جاتی ہے۔ یہ شخص ہم کو رمضان کے مہینے
میں نقل نمازوں کے پڑھنے سے روکتا ہے۔

(ترجمہ از کتاب روضۃ کافی صفحہ ۱۳۱)

قطع نظر اس بات کے کہ اس روایت میں حضرت علیؓ کی طرف جو
منسوب کیا گیا ہے۔ درست ہے یا نہیں اس بات کو پیش نظر رکھنا کہ
خمینی بن کر کون امر یا المعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بجا لا رہا ہے۔
اور آخر کار شیعہ کو اپنی حمایت اور تائید اتحاد اہل میں کہنا پڑا کہ

وانی ھل ان امر اخافتہ ما وصل الیہ الامر بالتم

دون المحرم یعنی حضرت عمرؓ کو مغصب خلافت برا سے نام ہیں
بلکہ درحقیقت۔

مگر جس خدا کو یہ بدلا ہوا سے کہ وہ علی کی بجائے ہمیشہ خدا پر نازل کرے
اور یہ اسی علی کی بجائے خلافت اغتصاب کرنے والے کو ہدایت دے، وہ خدا اگر
اس علی کو حقیقی خلافت کی بجائے برائے نام خلافت دیتا ہے تو اس میں
پیچ چلانے کی کیا ضرورت تھی۔

میں بیٹک دہلی اور لکھنؤ کے شیعہ اور مذہب شیعہ کی کتب سے اس
قسم کے بیسیوں ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ کہ کس طرح ان کی [illegible]
[illegible]

حضرت خواجہ غلام فرید کے تذکرہ نگار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت جعفر (صادق) کے متعلق ایک مقرر نے ۔ ۔ ۔

آپ نے فرمایا جو شخص [illegible]

[illegible]

اقوال

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اقتباسات از مقالات سید نامق کمال، والدہ اور بچا پیارہ

یہ بحث کتنی ہے کہ عورت کو بھی مرد کی طرح تعلیم ملنی چاہیے
اور ان کی عقل، بحثیت سے زیادہ ہے۔

(۱) فقرہ کا مفہوم پوری صاحب واضح کریں اور بتائیں کہ اس سے ایک کیا فریبیں۔ (ج ۱ - صفحہ ۲۰۲)

مصنف کا یہ کہنا کہ عورت کو بھی مرد کی طرح تعلیم ملنی چاہیے
مقبول اور خوب معلوم ہوتا ہے۔ اور اس سے ہمیں اتفاق ہے۔

عورت کی جانب داری کی صورت میں کہ وہ مرد سے زیادہ
ذہین ہے۔ کہ وہ بات کو جلد سمجھ لیتی ہے۔ ہمیں
خلاف ہے۔ کیونکہ ہم نے اپنی زندگی میں ایسی کوئی
ہوتے نہیں دیکھی کہ آپ کی بیوی نے کسی
بات کو سمجھا ہو۔

رہا آپ کا یہ خیال کہ عورت کو مرد کی طرح تعلیم دینی
دلیل سے ثابت نہیں کہ عورت ہم سے زیادہ
ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عورت کو فطرت نے
نگہ آپ مشورہ کے لیے بہت
آپ کی بیوی کو

[illegible]

مشہور بانی شیعہ داعی نافہ خسرو ہند اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے یہاں مشہد علی کے نام سے موسوم وہ مکان دیکھا جہاں حیدر کرار نے چند روز گزارے تھے۔

ایک طرف دس ہزار روپیہ کی رقم جمع ہے اور دوسری طرف بیس ہزار روپیہ کی رقم جمع ہے۔ ہر دو میں سے جو رقم چاہے لے لو۔ (اس دانش)

آپ چاہیں تو یہ سارا روپیہ لے لیں۔ (اس دانش)

(مسند احمد بن حنبل صفحہ ۱۰۱)

مسند احمد بن حنبل وہ کتاب ہے جس میں رسول اللہ کے ارشادات کو جمع کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ حق الیقین اور فروع کافی میں لکھا ہوا ہے کہ

حضرت علی کے وہ سات غلام جنہوں نے آپ کی شہادت کے بعد

بیت المال پر قبضہ کر لیا تھا۔ (حق الیقین صفحہ ۔ فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۷)

(کتاب مشاورت میرٹھ ۱۹۴۶ء)

اس کا شاید و بیش نام تھا۔

یہ تین جماعتیں کہاں سے آئیں۔ یہ کرشمہ کی دست قدرت آپ ہی مخلص رہے۔ بچپن سال کا طویل زمانہ آپ نے خاموشی، ذلت، تشدد میں گزارا۔ اپنی جماعت اور صرف پورے پانچ سو افراد پر مشتمل تھی۔ اہل سنت میں سے کسی ایک فرد نے بھی قبول کرنے کا نام نہیں لیا کہ یہ جائیداد ٹرسٹ نے اس تعمیر سے وقف میں بنائی۔ کہ بنائی تو کیسے بنائی اور کہاں سے بنائی۔

ہمیں یہ حقیقت اسی لئے قبول کرنا پڑے گی۔ جس طرح نور و ظلمت، سورج سے قبل کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ لازماً حتماً یقیناً یہ سب اپنی خاصیت ذات کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جیسے ہی سورج طلوع ہوا اندھیرا چھٹ گیا۔ یہ دل تک کہ ایک ذرہ بھی آیا اور ہمیں نظر آیا مگر آپ نے جو جائیداد بنائی اس کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنی [illegible] یہ جائیداد تقسیم کر دیں۔ جب کبھی ضرورت آئی تو آپ کی اولاد کو جب سے ملے گی دیدیں گے۔ یہ دل تک کہ ایک ذرہ بھی

نسلوں در خیوب دوستوں کے نام پر اپنے بیٹوں کے نام رکھ کر آنے والی
نسلوں کو اپنا ممنونیت و تشکر کا انمٹ نقش دے دیا۔

سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کی پیدائش

۱۔ حضرت [illegible] رات شب سہ شنبہ سوم ہجرت
میں پیدا ہوئے۔ دوسرے قول سنہ چہارم کا ہے۔
(زرقانی صفحہ ۳۰۰)

۲۔ جب ایک سال کے امام حسینؓ پیدا ہوئے آپ نے ان کے کان میں کہا
کہ روئے گا۔ لوگ کہتے ہیں حضرت آپ پر میرے ماں باپ قربان
ہوں آپ کیوں روتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اسکا اشارہ باغی امت
نام بھی میرے اس فرزند کو شہید کریں گے۔
(صفحہ ۳۰۲ ج ۱)

۳۔ امام [illegible] حضرت [illegible] حسن اور امام حسینؓ میں [illegible]
[illegible] ۔ (صفحہ ۳۰۸ ج ۱)

۴۔ [illegible] حضرت [illegible] حسن [illegible]

۳۰۵
ج ۱

۵۔ [illegible]

۶ - دوسری روایت میں ہے۔ کہ دو کبوتر درمیان میں رہتے۔

۷ - فاصلہ میں حسنؑ اور حسینؑ برابر بہت خوش تھا۔

۸ - بہت ایام حمل حسینؑ چھ ماہ تھی۔

۹ - جب دس مہینے تمام ہوئے میں نے خواب میں دیکھا ..... اور بیٹا خراب بڑی خلیفہ اس سے ساتھ بیان کیا ۔ ..... جب بچہ ان ہوا تو حسینؑ متولد ہوئے (اعلام ج ۲)

۱۰ - سیدہ کہتی ہیں ایک دن پیغمبرؐ ہمارے گھر تشریف لائے۔ دیکھا کہ حسنؑ دودھ پی رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دودھ پیو دو۔ میں نے عرض کیا بہتا ہے۔ پھر فرمایا کہ گرانی تمہارے پاس آئیں تو شیر نہ کرنا۔

(اعلام ج ۲)

حسینؑ کی پیدائش کے متعلق دس مختلف اقوال ہیں۔ مشہور حسینؑ ۱۰ ماہ اور ایک سال دونوں کی پیدائش کے درمیان مدت ۱۰ ماہ تھی یا ایک سال۔

امام حسنؑ کا بیٹی کو کہنا اپنے نانا کو اپنے پاس آنے سے نہ روکنا۔ [illegible]

[illegible] آپ کی کوشش فیلت ان پر نہیں پاتے ہیں۔ کہ دولت الزہرا نے حسینؑ [illegible] بلکہ اس سے کوئی [illegible] پہر دہ اٹھا کہ سب کے سامنے فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائے تو بہت شکر گزار ہوں گا۔

استدراک

پیش بائر فیسی کی۔ اس معجزانہ کلام کو سمجھنے کی اپنے آپ میں اہلیت نہیں پاتا۔ صاحب ذوق حضرات اپنے اپنے حوصلہ کے مطابق خود بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ البتہ حضرت حسنین کی ولادت کی تاریخوں کے متعلق وقت ضرورت عرض کرنا چاہتا ہوں۔

تحقیق کی پہلی آواز بنی علی اور فاطمہ نام رکھے گئے

جبرائیل نبی ولادت حسین کی خبر لیکر آئے تو کہا آپ کے ایک فرزند تیر سے شہید کیے جائیں گے۔ حضرت نے خبر پائی ایسے فرزند کی چاہت نہیں۔ جب تیسرا مرتبہ میں خواب میں آپ نے فرمایا تب اپنے امیر کو بلایا۔ اور کہا جبرئیل نے خبر دی ہے۔ تیرے ہاں ایک فرزند کی چاہت نہیں۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ یہ امر ہوا۔ پھر جب فرزند کو گود میں لیا ..... جب نانا نے خوشی کی تیرے ایک فرزند کی چاہت نہیں یہاں تک کہ تین مرتبہ یہ خطاب واقع ہوا بعد ازاں حضرت نے فرمایا یہ فرزند اور اس کی اولاد پیشوایان دین اور پیشوائے امت اور علم کے خزانہ ہوں گے۔ (جنوں نے بار بار فرزند پائے۔ کچھ کو لڑکا مسجد نبوی میں نماز میں تک نہ ہو گئیں

جو خوبصورت عورت [illegible] کرنے گئے) جب یہ [illegible] اس کے حالات [illegible]

(ارشاد ۳۰)

و جناب [illegible] وی۔ جناب فاطمہ [illegible]

(فصل ۱۲)

و جناب رسول [illegible] وی۔ جناب فاطمہ [illegible] کسی کو [illegible] بکراہت حاملہ ہو۔۔۔ اور وقت وضع حمل [illegible] کرے۔ اور درمیان حسنؑ اور حسینؑ کے فاصلہ [illegible] تھا۔ (صفحہ ۳۵ ج ۲)

و فرقینا الانسان (قرآن) یعنی ہم نے انسان کو والدین کی نسبت وصیت کی [illegible] بکراہت رکھا۔ اور وضع حمل بکراہت کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا یہ مراد اس سے حسینؑ ہیں۔ اور وضع حمل اور وضع حمل [illegible] بکراہت ہوئے۔

و اصول کافی میں امام جعفر (صادقؑ) سے روایت ہے۔

[illegible] کی آیت میں اسی کراہت فاطمہ کی خبر دی گئی ہے۔

میں اس بے ہودہ [illegible]

میرزا غالب کی سیرت پر شخصیت کی چھاپ ایک اجمالی نظر

وہ وقت ہے جب سرات والا رض کا ارادہ وہ آدم کا تمیر کوندھنا بنی کی قبر میں
دفن ہونا اور نوح کا قبر کشودن وہ رفتہ اما علی وہ شیر بیزدان وہ

ع ۔ تب تو اوپنچیے ہوت سے امامت کا وتا ۔

ورہم قل وہم آخر وہم تم ہر وہ باطن ۔۔۔ علی کہاں تشریف لے
گئے ۔ ناعتم شد بر ۔

---

۱۲ وراثت

جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت رسول میں تمہیں کو آنحضرت
کے پاس لائیں اور کہا یا رسول اللہ یہ آپ کے فرزند ہیں کچھ ان کو میراث
میں دیجیے ۔ آنحضرت نے فرمایا حسن کو میں نے اپنی بزرگی اور ہیبت
دی اور حسین کو جرأت و بخشش اور ان کے شیعوں کو زکات کا دینا

(صفحہ ۳۰۰ ج ۱)

۱۳ ناک قطع

جب رسول خدا نے فرمایا اے آنحضرت ان دو فرزندوں کی تمہیں
نے نام کیا رکھا ہے ۔

(صفحہ ۳۰۱ ج ۱)

سیّدنا حسنؓ کے متعلق نبی اکرمؐ کے ارشادات

آنحضرتؐ نے ۔ امام حسنؓ کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور فرمایا یہ میرا فرزند اس امت کا بزرگوار ہے۔ اور شاید خدا برکت حسن اس امت کے دو گروہوں میں اصلاح کرائے۔ (صفحہ ۳۷ ج ۱)

جس نے اس روایت میں شاید کا لفظ دیکھ کر اپنے خبث باطن کا ثبوت دیا ہے۔ یہ روایت بلا اختلاف فریقین متفرق کتب میں مذکور ہے چنانچہ رافضیوں کی مایہ ناز کتاب ناسخ التواریخ میں ہے۔ ان میں خدا سعید وانشاء اللہ تعالےٰ یصلح بین الفئتین العظیمتین من المسلمین (صفحہ ۵۵) بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اور انشاء اللہ یہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔

روافض کے باطل نظریات کے بخیے ادھیڑنے کے لئے میں ایک روایت کافی ہے۔ جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ سیّدنا علیؓ اور سیّدنا معاویہؓ کے سختی سب کے سب مسلمان تھے۔ پھر ان دونوں کے رافضیوں کی یہ بکواس کہ معاویہؓ اور اس کے لشکری منافق اور کافر تھے۔ صریحاً اس کلام کے مصداق ہیں۔ فَاِنْ کَانَ مَا قَالَ فَاِنَّ الْحَجَّتَ

ایک روز امام حسنؓ نے منبر پر فرمایا۔ خدا کے دو شہر ہیں ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں۔ ان دو شہروں میں ایک قلعہ آہن ہے اور ہر شہر میں بارہ دروازے ہیں۔ اور ہر دروازے سے ستر ہزار آدمی داخل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لکھائیں۔ پس چار ہزار درہم ان کو دیئے۔ (صفحہ ۳۲۵ ج ۱)

روایت ہے کہ ایک زوجہ کے لئے حویلیوں اور باغوں کے بدلے ایک

ہزار درہم قیمت۔ (صفحہ ۳۲۵ ج ۱)

دو عورتوں کو باقی وقف درجہ ایک کو دس ہزار درہم اور دوسرے

جنہوں نے فرمائی۔ (صفحہ ۳۲۵ ج ۱)

ایک شخص کو دیکھا انگلی دیکھ جو کہ کہہ رہا تھا کہ خدا دس ہزار درہم

نقد روزی کر آپ نے اسے دس ہزار درہم دیئے۔ (صفحہ ۳۲۱ ج ۱)

ایک اور شخص کو پانچ ہزار درہم دیئے۔ (صفحہ ۳۲۱)

یہ ایک ایسے شخص کی خدمت میں عرض کیا جا رہا ہے جس نے

مال اور نہ کسی ملک کی حکومت اور دولت میں اس کا کچھ نہ ملا تھا تو یہ

مال کہاں سے آیا تھا۔

حضرات! یہ سب کچھ قدرت و بیہ کے فضل و کرم سے ہوا تھا

آگے دیکھئے! حسین رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی جنت کے نوجوانوں

کے سردار تھے ان کے ہاتھ سے ہزار درہم نقد روزی دینے کی خبر

ملتی ہے۔ (صفحہ ۳۲۱ ج ۱)

(یہ دولت کہاں سے آئی تھی۔)

[illegible]

[illegible]

ہیں جارت دیدی ۔ (طبری فارسی)

صبح کے وقت امام حسنؑ سے بیعت لی گئی (طبری فارسی)

جس کا وعدہ تھا۔ حضرت حسنؑ کو دیدیا (طبری فارسی)

صبح کے وقت حضرت حسنؑ کی قیادت میں [illegible]

(طبری فارسی)

[illegible] یہ کہ [illegible] پہنچ گئی [illegible]

[illegible] (طبری فارسی)

حضرت حسنؑ کی بیعت

[illegible] کرنے سے [illegible] حضرت حسنؑ سے [illegible]

[illegible] (طبری فارسی)

حسن کی شہادت

حضرت حسنؓ ہی فوج کو جہاد کا حکم دیا۔ حضرت کے کسی صاحب
نے جواب نہ دیا۔ اس کے بعد عدیؓ بن حاتم کے بیٹے نے کہا۔ تم کیسے ہو
کہ تمہارے باپ تو ہم لوگ کیا فرقہ نہ ہنجار ہو تم کو فرزند رسولؐ حکم جہاد کا
دیتے ہیں۔ اور تم نہیں کرتے۔ کیا ہوئے تمہارے شجاع (رافضیوں
نے یہ کہا تھا) تمہارے غضب کہاں گئے۔ ان کو نہیں دیتے۔ ان کو نہیں
بلاتے کہ آئیں۔ یہ سن کر ایک گروہ نے اٹھ کر عدیؓ بن حاتم کا ساتھ دیا
اور حسنؓ فرمانے لگے کہ تم سچ کہتے ہو (امام آئندہ کی بات پہلے سے نہ ہوئی) تو
ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ میرے لشکر سے جاؤ اور مجھ سے ہمارے ساتھ پیروفا نہ کروگے
جس طرح تم نے اس سے وفا نہ کی جو مجھ سے بہتر تھا۔ (حسنؓ کی یہ زبان سے ذلت
شیطان علیؓ کو سیاہ کرے اور میں تمہارے کہنے پر کیونکر عمل کروں حالانکہ
میں نے دیکھا جو تم نے میرے پدر کے ہمراہ سلوک کیا (زندہ باد شیطان علیؓ)
یہ سن کر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ اور روانہ ہو کر متوجہ مدائن ہوئے جب
وہاں پہنچے تو لوگوں نے اظہار عداوت کیا تھا۔ آپ نے اپنے قول پر وفا نہ کی
اور دھوکہ دیا۔ پس وہاں امام حسنؓ نے خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ تم فریب
دیا جس طرح تم نے مجھ سے بہتر کو فریب دیا۔ اور نہیں معلوم میرے بعد
تم کس کس امام سے عہد نہ کروگے۔ (آپ علم ماون و یا کون کے حامل تھے

(باقی صفحہ ۱۲۴ پر)

در آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ حسینؓ کو بلا کر قتل کریں گے۔ جبسی کا یہ بیان
بیان چہ) آیا اس شخص سے جہاد کروگے جو ہرگز ایمان بخدا اور رسول خدا
نہیں رکھتا۔ اور شمشیر کے خوف سے ایمان لایا۔ (اور آخر اس سے اللہ
پر آپ نے بیعت کی اس سے دغا کرے گا۔ ایسی ایسی باتیں سن کر
وہ یہ اپنی قریبی اس سے خیالات پر شرمندہ ہوئے اور بہت کام
وقت تسلیم کرکے سب کی نیا ڈبو دی (بدر ہی کے بعد سے یہ اثر
ص ۲۴۳
ج - ۱

جبسی ہی کے بعد یہ بڑی دستان کہ ہے۔ جس کا ذکر یہ ہے
کہ اس دن معاویہ سے بہت دیکھتے رہتے وہ سب ہی دیکھتے رہتے۔
بعد یہ تھا کہ میں بعد وقت میدان بھوں کہ اس کی شکل پر
نہیں تو تمہیں مردم ہوں۔ اور کس ... حسن کی طرف سے دیکھتے ہیں کہ
نہیں ... اور مسلمانوں کی جمعیت کو پراگندگی سے بہتر جانتا ہوں۔ جب
ان منافقین نے یہ کام حضرت سے سنا۔ کیسا وہ سب پر تشریف لے
اس قدم سے پتا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کو معاویہ سے ملنا منظور ہے۔ اور
پھر میں کہ خلافت معاویہ کو دیدیں۔ پس سب ڈرکر اٹھ اور

---

۱ یہ شیخ صاحب سے ... ہے۔ یہ ... ہے۔ ... ہے۔
دشمن ... ہے۔ ... ہے۔ ... ہے۔ ... ہے۔
... ہے۔ ... ہے۔ ... ہے۔ ... ہے۔
... ہے۔ ... ہے۔ ... ہے۔ ... ہے۔
... ہے۔ ... ہے۔ ... ہے۔ ... ہے۔
... ہے۔ ... ہے۔ ... ہے۔ ... ہے۔

جلد - ۱

الوال

اقوال :

حضرت حسنؓ کی وفات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عثمانؓ کی محبت

کو کیسے جزو ایمان کہا جائے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حسینؓ کا اس تذبذب سے کہ من عامر میں خلل کا موجب بنے۔

ان حالات میں حسینؓ کی نقل مکانی کو ولید جیسے تدبر حاکم نے ایک بچگانہ کھیل سے زیادہ اہمیت نہ دی۔ ولید کو پتہ موشگافہ فراست سے معلوم ہو چکا تھا۔ کہ حسینؓ جس زعم کو سینے میں دبائے کوفہ جا رہے ہیں۔ وہ کبھی بھی عملی صورت اختیار نہیں کرے گا۔ ولید کو خوب معلوم تھا کہ اس کی فوج میں کہیں بھی کوئی دیوانہ موجود نہیں۔ جو ایک پرامن حکومت کے اندر خود کو کسی کے باغیانہ خیالات سے متاثر ہو کر ملک میں فساد پھیلانے کا موجب بنے۔ اور ولید کا یہ خیال آخر صحیح ثابت ہوا۔

مکہ سے کوفہ تک حسینؓ کو جو تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ وہ بھی کچھ کم نہ تھیں۔ مکہ سے روانہ ہوتے ہی حسینؓ کو ایک اور صدمہ سے دوچار ہونا پڑا۔ یعنی عبداللہ بن زبیر نے حسینؓ کی روانگی کی خبر سنتے ہی بیعت توڑ دی۔ اور خود خلافت کے امیدوار بن بیٹھے۔ مکہ سے روانہ ہوتے ہی حسینؓ کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن زبیر نے ان کی تین مہینے سے جاری کوششوں کے بعد بیعت سے انکار کر دیا۔ عبداللہ بن زبیر کی بیعت توڑنے کی تین وجوہات تھیں۔ سب سے پہلی وجہ تو یہ تھی کہ عبداللہ بن زبیر کو اپنے لئے خلافت کی امید تھی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ عبداللہ بن زبیر کو اپنے لئے خلافت کی امید تھی۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ عبداللہ بن زبیر کو اپنے لئے خلافت کی امید تھی۔

کی طرف سے کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا۔ آخر اس کی وجہ ؟

اس سے پہلے کہ مدینہ والوں کا خیال پیش کیا جائے۔ آئیے دیکھیں کہ یزید
یہ خبر رکھتے ہوئے کہ باوجود حضرت حسینؓ کی اس تمام نقل و حرکت کے محض بچکانہ
حرکت تھی۔ اور یزید کا بھی یہی خیال تھا۔ اور پھر یزید یہ بھی
حضرت حسینؓ کے متعلق۔ اس قسم کی خبریں پہنچتی رہتی تھیں کہ آپ کی مخالفت
کے باوجود لوگ آپ کی بیعت کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے دمشق میں بیٹھے ہوئے
محض اور محض اس کی آخری حد تک یہ چاہا ہوگا کہ حسینؓ بیعت
نہیں کرتے تو اس سے کوئی فرق پڑ جائے گا۔ جبکہ تمام مورخین اس بات پر
متفق ہیں کہ پھر کسی کو کسی قسم کی شکایت نہیں ہوئی۔ اس بات سے
بھی کوئی فرق پڑ جائے گا۔ اور یزید کو جب مسلم کے قتل
کی خبر پہنچی ہوگی تو اس وقت ہاتھوں سے طوطے اڑ گئے ہوں گے۔ کہ یہ کیا
ہو گیا۔ مگر ان باتوں میں نہیں جانا چاہیے کہ اس وقت کیا
یزید کی حالت ہوئی کہ حضرت حسینؓ پر اس کا کیا ردعمل ہوا
یہ سب کچھ

تراقت شطوط کی تجربات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بیعت کر چکے تھے۔ اور سیدنا امیر معاویہ کی وفات کے بعد امیر یزید [illegible] بیعت کر چکے تھے۔ پھر ان کا یہ کہنا کہ ہمارا کوئی امام نہیں۔ ہمارا سر [illegible] فریب اور جعل تھا۔ پھر سب سے بھی حضرت حسینؓ کو یہ چکمے دیتے رہے ہیں [illegible] بیعت کا رسمی دکھاوا تھا۔ اور یہ سبز باغ بھی دکھاتے رہے ہیں [illegible] سبز ہیں اور پھل پک چکے ہیں۔ گویا آپ کو بلانے کے تمام [illegible] مہیا کئے جا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھٹے کا اس [illegible] کوفیوں نے کیا۔ کسی کے ذہن میں بھی نہ تھا۔ کہ حضرت [illegible] جائیں گے۔

حضرت حسینؓ کا کوفہ میں [illegible] خاطر ہوتی تو خود آپ کے [illegible] کی متعدد بار نوبت نہ آتی۔ اس لئے ہر مرحلہ میں بارہ گزارش [illegible] رہے ہیں تو انہوں نے آپ کی خدمت میں پہنچنے کی عرض کی۔ یہ سب [illegible] یک طرفہ سمجھ کی بنیاد کے تحت کیا جا رہا تھا۔ در اصل مجرمی اور بیوفائی [illegible] فریق زمین اب پورے جوبن پر پہنچ چکی تھی۔ گروہ زر خرید [illegible] زمانے میں سیدنا حسینؓ سے مختلف نہ ہو سکتے۔ یا ان کی اقتدار [illegible] واقف نہ ہو سکتے۔ تو یقیناً کسی اور ہم شخصیت کو گھیر کر اس سے بھی وہی [illegible] کرتے جو انہوں نے نواسۂ رسول حسینؓ سے آج یہ دھندا بھی پیٹ [illegible] پالنے کا ہے۔ کہ گھیر حسینؓ سے دونوں بیٹے حسینؓ کہ نہ پہنچ سکے تو قتل کر [illegible] دیتے جاتے۔ ان مختلف وجوہات کی بنا کو دیکھ کر حضرت حسینؓ کی [illegible] کا آپ سے کہنا۔ کہ حسینؓ جہاں کے موقع ہے آپ کو کیوں قتل کیا جاتا۔ آپ حسینؓ [illegible] کیوں نہیں گئے۔ اور آپ کی تصریح عبداللہ بن زبیرؓ کا یہ کہنا کہ [illegible] بیعت نہیں کی۔ انہیں کس نے کیوں قتل نہ کیا۔

جین سے نہیں بیٹھنے دیتی تھی۔

ان کی آتش انتقام سیدنا علی کو گھبرکہ اسی ہزار فرزندان توحید کو خاک و خون میں تڑپتا کر اور حسن کو ذلیل و رسوا کر کے بھی نہیں بجھی تھی۔ اور یہ نہ یزید کے حسن انتظام سے تحریک اسلامیہ کی ترقی ان کے سینوں پر سانپ بن کر لوٹ رہی تھی۔

یہ تھا پس منظر! ان بہن دشمن علی رضی کے خلاف کا!

جس نے اپنی سوگی بہن کی وجہ سے حیات کے نشیب و فراز کو سمجھنے کی بجائے متعصبانہ رویہ اختیار کیا۔ اور اس پر ان کی خود ہٹ حکمرانی نے سونے آلودہ پر نہ دیا تھا کہ آگ دیا۔ کریا پہلے عراق میں بیٹھ کر اپنی حکومت کے خلاف منظم کر لیا۔

[illegible]

[illegible] مگر آپ نے [illegible] تو [illegible] ہو گئے [illegible] جنہوں نے ہر چند کوشش کی [illegible] نہ ہوئے [illegible] بس آپ کے پاؤں پر [illegible] سیدہ زینب کبریٰ [illegible] لڑکے کو گلے لگا لیا [illegible] بیٹے تھے یہ عبداللہ اور زینب کے بیٹے نہیں بلکہ دو بیٹے

ایک اہم نوٹ

آپ سب کو ٹھکرا کر [illegible] صاحبزادے [illegible] نظر آیا۔ آپ نے اس [illegible] لے لیا یہ مال [illegible]

(تلخیص صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۲)

(صفحہ ۱۱۸ کا بقیہ)

آپ منزل بمنزل شعبیہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے دیکھا کہ
بہت سے لوگ آپ کو ملنے کے لئے آ رہے ہیں۔ آپ نے ان سے
ملنا شروع کر دیا۔ ملنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ ہر شخص
آپ سے ملنے کے لئے بے تاب تھا۔ ہر شخص آپ کی زیارت کا
خواہش مند تھا۔ ہر شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہونا
اپنے لئے باعث فخر سمجھتا تھا۔ آپ نے ان سب کو
شرف ملاقات بخشا۔ ان سب سے ملے۔ ان سب کو
اپنے دیدار سے نہال کیا۔

(صفحہ ۱۲۰ جاری ہے)

آپ منزل بمنزل شعبیہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے دیکھا
کہ بہت سے لوگ آپ کو ملنے کے لئے آ رہے ہیں۔ آپ نے ان سے
ملنا شروع کر دیا۔ ملنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ ہر شخص
آپ سے ملنے کے لئے بے تاب تھا۔ ہر شخص آپ کی زیارت کا
خواہش مند تھا۔ ہر شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہونا
اپنے لئے باعث فخر سمجھتا تھا۔ آپ نے ان سب کو
شرف ملاقات بخشا۔ ان سب سے ملے۔ ان سب کو
اپنے دیدار سے نہال کیا۔

(صفحہ ۱۲۰ جاری ہے)

سے پہلے متعدد مواقع پر مسلم نے پچھلے قصہ کو آج اٹھارہ ہزار کوفیوں نے میرے ہاتھ پر آپ کی بیعت کے لئے آج چوبیس ہزار تک پہنچ گئے ہیں۔ آج تیس ہزار ہو گئے ہیں۔ مگر یہ لوگ یہ افواہ سن کر آپ سے کٹ گئے۔ سخت دل بنا لئے ہوئے۔

(الصفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۲)

پس شیعہ مسلم بن عقیل و مختار بن مسلم کی شہادت کی خبر لانے والوں نے خبر دی کہ اہل کوفہ آپ کے باپ و بھائی کی طرح نہ صرف دیدہ نہ بدل گئے۔ بلکہ ان میں سے بہت سے کہ آپ واپس تشریف لے جائیں۔

آپ کا رجوع

حضرت امام حسینؑ متوجہ ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ سوگند ہم واپس نہ جائیں گے۔

(الصفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۴)

مصنف تحریر کرتا ہے۔ کہ کربلا پہنچ کر آپ نے فرمایا اگر تم کو میرا آنا ناگوار ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ (الصفحہ ۲۰۰)

یہی لفظ جو بیان صفحہ ۱۷۱ پر ہے کہ ہم واپس نہ جائیں گے۔

اقبال

آپ نے تبلیغ واپس آنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ
[illegible] کے ان نئے کارکنوں کو آپ متوجہ اور اد مقبل ہوئے۔
[illegible] آپ نے پھر واپس آنے کی بات کی۔ تاریخ اقوام میں بھی موجود ہے۔ کہ
آپ نے واپسی کا ارادہ کر لیا تھا۔ اور مولوی سید محمد قاسم صاحب جب جہاز سے تو
[illegible] قرار کیا ہے۔ ہر چند [illegible] کر دیکھ شنہ یہ تمام کیات میں بات
[illegible] کرتی ہے۔ کہ آپ نے [illegible] کوشش سے نہیں بلکہ حصول [illegible]
[illegible] ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو قصد [illegible] قطعاً ناجائز ہے۔ اور
[illegible] کے کیا معنی۔ زیادہ سے
زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ تعلیم [illegible] سفر انتقال آخر ان مسلم کے لئے
[illegible]۔ مگر انتقال آخر ان مسلم کا یہ طریقہ کبھی ناقابل فہم ہے۔ حقیقت یہ ہے
کہ جب آپ آل [illegible] کی شدید ضرورت میں [illegible] کی خوشنودی اور
رضا جوئی کو [illegible] آگے بڑھتے رہے۔

یہاں تک کہ منزل اشرافیہ میں پہنچ گئے۔ اور حکم نے آپ کا راستہ
روک لیا۔ نہ کہا جائے حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں آپ کو بن نیاد کے پاس
[illegible] آپ نے فرمایا جب تک زندہ ہوں یہ زشت [illegible] کو دیکھ نہ
[illegible]۔ جب اس نے جواب کو حکم دیا۔ سر [illegible]۔ جب ہودج [illegible] حکم
[illegible] منزل پر [illegible] حضرت [illegible] مبارک رنگ میں [illegible]
[illegible] واپس جا [illegible]۔ لشکر [illegible] راستہ [illegible] اور
[illegible]

(نمبر ۱۹۶ جلد ۲)

اقوال

منزل مقصود سے آپ کی واپسی کا ارادہ کیا۔ یکایک اہل عراق کے خطوط کے
پرخچے بڑھتے گئے۔ اب شیطان کوفہ کا ہر اہل عراق کے دل میں وساوس
توہم و سوار کرنے واپس روانہ ہوئے۔ تو شیطان نے آکر کہا
مطلب کے لئے شیطان کوفہ نے بڑا فتنہ۔ اور اپنے پرانے کے
تھے۔ پھر وہ واپس کیوں جانے دیتے۔ وہ تو فیصلہ کر چکے تھے کہ
کے اشراف میں سے جو بھی ان میں آئے گا کر قتل کر دو۔ اور
کو بڑا بنا کر مملکت میں فتنہ پیدا کرے گا تب تک وہ شیطان
پہنچ گئے۔

کربلا میں پہنچ کر واپسی کا ارادہ

مگر کہا گیا کہ آپ کربلا میں فوت کو فیصلے آئے۔ مگر آپ بہت بڑے تدبر
پیمانے کے دل سے واقف ہو چکے تھے۔ آپ نے مقصد کے ہی اپنا
کو شروع کیا۔ کہ اب سوا سے اس کے بچنے کی کوئی صورت نہیں
اپنے گھر میں صبر نہیں کے پاس پہنچ جائے۔ کربلا میں ہی کوفہ کے راستہ
سے یا کوفہ کے راستہ میں کر فوج اور دمشق کے راستہ میں وقت ہے
یہ ان باتوں کا بیان ہے کہ آپ نے کوفہ پہنچنے

کربلا میں ہر جنرل شہادت قسطنطنیہ ارائی تھا

کربلا میں دفن ہونے کی تاریخ

بقول ایک جماعت کے ۲ محرم روز پیر شنبہ یا ۳ محرم شنبہ
آٹھ محرم (صفحہ ۶۹ ج ۲)

ابھی تک خیال زیبت کہ حضرت حسینؓ کے کربلا میں دفن ہونے کی
تاریخ ہی معلوم نہیں۔ ورخ کے دس دن اس طرح گزر گئے ہیں۔
گویا خود ایک پہاڑ۔ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور کچھ
دل میں۔ ایک نے پیشوا میں دفن کرنے کی تجویز
کیا۔

ابن سعد قاتل حسینؓ کا یا شیطان حسینؓ خود قاتل تھے

عمر بن سعد نے کہ جب یہ خبر سنی کہ عبید اللہ بن زیاد
امام حسینؓ کے پاس پہنچے۔ مگر چونکہ وہ لوگوں میں سے تھا۔ جنہوں نے
خود امام حسینؓ کو بلایا تھا۔ اس نے ان کی قبول نہ کی۔ اور جس لشکر
امیر لشکر کو کہتے تھے۔ کوئی قبول نہ کرتا تھا۔ اس لئے کہ جن سے کہ لڑنے
رک گئے۔ جنہوں نے آپ کو بلایا تھا۔ اور حضرت کو قتل کیا تھا۔

پس کثیر بن عبید نے کہا کہ کچھ ان کو قتل کرنے کا سہرا تمہارے
پر ہے۔ آخر عمر بن سعد شقی نے کہا یہ کبھی منظور نہیں (صفحہ ۵ ج ۲)

جب جناب امام حسین کربلا میں پہنچے۔ اس نے کہا میدان ہوں خدا
کی ملک و مقاتلہ امام حسین سے نجات دے۔

(تفسیر ابن عبد دوم)

باقی بعد میں ہوتا ہے

[illegible]

(تفسیر [illegible])

[illegible]

[illegible]

(تفسیر [illegible])

ابن زیاد کو خبر ملی کہ امام حسین کنوں کھود کر پانی پیتے ہیں - اور عمر بن سعد کی حضرت سے سازش کر لینے کی خبر بھی سنی -

(تصویر کربلا صفحہ ۳۲۱)

امام حسین نے بمشورہ حضرت اپنے زیر قدم دو دھنے زیادہ عمیق پانی کا چشمہ جاری فرمایا اور لشکر کو دیکھ کر کہا "لوگو میں نے تم سب کو پانی سے سیراب کر دیا ہے اب تم میرے نانا کا حوض کوثر بند کرو گے"

(خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۵۰)

لشکر حسینی پر جب پانی بند کر دیا گیا تو حضرت عباس علمدار نے بیس سوار اور بیس پیادوں کو ساتھ لیا اور فرات پر پہنچ کر مشک بھر لی اور اپنے سب ساتھیوں کو پانی پلایا پھر مشک بھر کر لائے اور خیمہ امام حسین کے سامنے رکھ دی - اس کے بعد پھر گئے اور فرات سے پانی بھر لائے - اس طرح تین بار آئے گئے - پھر چوتھی بار پانی بھر کر لائے تو امام حسین نے فرمایا کہ اب مشک لے جاؤ - ہم اس کو پانی سے بھرا ہوا ہی رکھنا چاہتے ہیں - تم اس کو خالی کر کے واپس لے آ

نمبر ۱

آپ نے نماز ظہر پڑھی

حضرت نے نماز ظہر باجماعت ادا کی اور باقی ماندہ جنوان نماز خوف ادا کی اور جب نیزہ و تیر لشکر خالف سے اپنی طرف آتا دونوں بزرگوار اپنے جسم پر لیتے تھے۔

(صفحہ ۱۸۴ جلد ۲)

نمبر ۲

کربلا کے متعلق واضح ہو چکا ہے کہ وہ ایک سرسبز و شاداب خطہ تھا۔ کنارہ فرات پر واقع تھا۔ ایسے مقامات پر جہاں چند فٹ جگہ کھودو پانی نکل آتا ہے۔ اور حضرت حسینؑ نے کسی مقام پر کھود کر پانی نکالا۔ تاریخ اس پانی سے سیراب ہوا۔ دس محرم تاریخ شہادت بیان کی جاتی ہے۔ اور اس دن صبح پانی کی کمی میں مشک کا حمل کرنا۔ وضو و غسل کا ذکر واضح طور پر بیان ہو چکا ہے اور اگر فرات سے ہی پانی لایا گیا تو تصریحات بالا کی روشنی میں ایسا کوئی اشارہ تک نہیں کہ کسی کی شہادت حائل ہوئی ہو۔ بلکہ حالات ایسے ہیں کہ آپ کے مخیب (بل صفا پڑاؤ) لانے کے لئے آپس میں چہل بازی کر رہے تھے۔ حضرت نے خود بال صفا پڑاؤ لایا۔

مسلم ہوتا ہے کہ سفر کے دوران آپ کو فرصت نہ ملی ہوگی - یہاں پہنچ کر
نہیں خریدلی - آپ یہاں مستقل قیام کا ارادہ فرما چکے ہوں گے - لہٰذا
ضروری تھا کہ مشک آمیز پانی سے غسل کرکے سفر کی تکاوٹ دور کرلیں
شیعان کوفہ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ حضرت حسینؓ آرام سے قیام پذیر
ہوجائیں - انہیں اس بات کا سخت ڈر تھا کہ اگر آپ قیام پذیر ہوگئے
تو ہزارہا ہزار سے بارہ ہزار خطوط سامنے آئیں گے - پھر حکومت موقت کے
ہاتھ سے ہمارا بچنا محال ہوجائے گا - محمد بن سعد بھی مطمئن ہوچکے تھے -
کہ شیعان علی بچے بیٹھنے والے نہیں تھے - وہ بڑی باقاعدگی سے ابن
زیاد کو یہ خبر بھیجنے میں مصروف تھے -

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ چند مٹھی بھر آدمی ایک طرف ہیں
دوسری طرف شیعانِ کوفہ کے تیس ہزار بلکہ لاکھوں کا لشکر ایک طرف ہے
پھر یہ آخر دس دن تک انتظار کس بات کا تھا - اللہ عقل دے تو فائدہ
یہ تھا کہ حضرت حسینؓ کے قتل کا خیال کسی حکام وقت کے دماغ میں
نہ تھا - آٹھ دس روز گزرنے پر شیعان کوفہ نے گھبراہٹ محسوس کی -
جس طرح جنگ جمل اور جنگ صفین میں سبائیوں نے محسوس کیا تھا کہ اگر
صلح ہوگئی تو آخر صلح کرنے والوں کی تلواریں ہماری گردنوں پر ہوں گی
بعینہٖ یہی صورت یہاں تھی - کہ اگر حسینؓ یہاں مقیم ہوگئے یا دمشق چلے
گئے دونوں صورتوں میں ہماری گردنیں زیر شمشیر ہوں گی - ابن زیاد
نے تو صرف دو آدمیوں ہزاروں شیعوں کے مقابلہ میں کیا وقعت رکھتے
تھے - اگر شیعہ چاہتے تو بآسانی حسینؓ کے ان دونوں کو پکڑ کر ملک عدم
پہنچا دیتے - لیکن ان کی اس اسکیم کامیاب نہیں ہوسکتی تھی جو

ان کے نہانے نہ وضو میں کچھ رہی تھی۔ کہ جس صورت بھی ہو سکے۔ حسینؓ کو ختم کیا جائے۔ اور اس کے بعد اس قتل حسینؓ کے نام پر حکومت میں تہ نہ جنگی تشتت و افتراق اور بد امنی بد نظمی کا سلسلہ شروع کیا جائے۔

کس نے پانی بند کیا۔ کس کا پانی بند ہوا۔ کب ہوا۔ کون سا سپاہی کس سے پیاس سے تڑپ کر جان دی۔ کب کیا حال کس کا زد و کوب پر سب داستان گو کی کل نظر ہی نہیں بلکہ سراسر کذب و افترا سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں اس بات کو بھی ذہن میں رکھیے۔ حسینؓ شہر کوفہ کی دیکھ کر شکایت میں بھی آواز کو سکتے ہیں۔ پھر کوفہ کا کنبہ پیاس سے بلبلا اٹھا تو یہ بھی خود حسینؓ کی خصوصیت ہوگی جس کے باوجود تو وہ سب کے سب تم افراد کوفہ سپاہ یزید سے جا ملے۔ یا فوج حسینؓ کا۔ اور اگر اسے فوج حسینؓ کا ہی قرار دیا جائے تو وہ خانہ جنگی کرتے۔

خود حسینؓ، علیؓ، حسنؓ اور دیگر اہل حسینؓ

دُعا تبلسمی کا ایک اور الہام

عباس کی شہادت

ناگاہ خیمہ سے صدائے العطش بلند ہوئی۔ حضرت عباس گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ و مشک ہاتھ میں لے کر فرات کیا۔ دلاور پہنچ کر نیزہ اشکر اور مشک آب فرات تک۔۔۔ مشک بھر کر دوش پر رکھا اور مثل شیر خیمہ حرم پر آئے۔ پہلے بنی زنا سے دست راست کی آب نے مشک دست چپ میں لی۔ حکیم بن طفیل نے بائیں بازو کو کاٹ دیا۔ حضرت نے مشک دانتوں میں پکڑ لی اور گھوڑا دوڑا دیا۔ ناگاہ ایک تیر مشک پر لگا اور پانی بہہ گیا۔ آپ نے مشک کو گھوڑے سے گرتے اور پانی سے اپنے بھائی کی خبر لیتے

(صفحہ ۱۵۰ جلد دوم)

گزشتہ صفحات کی تشریحات کی روشنی میں دعا تبلسمی کی اس دستان سرائی کی کیا قدر و قیمت رہ جاتی ہے۔ یہی عباس جنہیں زائرین سرداب پانی بھر کر پیتے دیتے ہوئے لے جاتے دکھائے گئے ہیں کل ہی ان لوگوں نے ہر اس چیز سے کام لیا جس سے کسی نہ کسی طرح یہ ظاہر ہو سکے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے ابن زیاد اور

بزید کیفرِ سے بڑا ظلم ہوا ۔ ۔ ۔

حضرت امام حسینؓ کی تدفین

[illegible] حسینؓ کے سر ہائے شہدا کربلا قبائل عرب کو تقسیم
کئے اور حرم محترم اسی روز کوفہ روانہ ہوئے۔ اہل غاضریہ قبیلہ
بنی اسد سے آئے۔ ان جسد ہائے مقدسہ و بدن ہائے مکرم پر نماز
جنازہ ادا کر دفن کر دیا۔ اور جسد مبارک جناب امام حسینؓ کو اس مقام
غریب میں جہاں [illegible] تاریخ مقدس سے دفن کیا۔

(صفحہ ۲۰۵ جلد دوم)

جلسے کے اس بیان سے محروم ہونا پڑتا ہے کہ تمام شہدا کربلا کے
سر جسد بدن سے جدا کئے گئے تھے۔ پھر حضرت امام حسینؓ کی
[illegible] کی داستان بھی کذب محض ہے۔ یہ ایسا جھوٹ ہے کہ
[illegible] حسینؓ نے بھی کہا ہوگا تو مستعد ہو کے اس آدمی کے پیچھے
[illegible] ہو گیا۔ اور کہا کوئی بات
[illegible] اور کیا کوئی بات
مستند راوی نے حسینؓ سے نقل نہ کیا ہو۔ اس لئے ان
کو دفن کرا کے گئے شہید ان بنا دیا۔ غاضریہ والوں کو کیا معلوم تھا
کہ ان بھی کسی کی جسد جگر گوشوں سے زندگی میں ان بن سے
کسی ایسے کو بھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر بقول راوی حضرت امام حسینؓ کی
[illegible] تو گھوڑوں کے پاؤں سے پامال ہو چکی تھی۔ وہ سر جسد سے

جسم کس نے پہچانے کس طرح اٹھائے گئے اور کہاں دفن کئے ۔ یہ سب
خفی داستان سے ابھی ہے ۔

امامؑ کو امام ہی دفن کر سکتا ہے

امام رضاؑ سے منقول ہے کہ امام زین العابدینؑ جب تشریف لے
اور اپنے پدر بزرگوار پر نماز پڑھ کر جسد مطہر کو دفن کیا ۔ واپس تشریف لے گئے ۔

(صفحہ ۲۰۹ جلد ۳)

رجعت

رجعت کا عقیدہ یہود اور مجوس کے عقائد کا چربہ ہے۔ مسلمان
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کے قائل ہیں۔ مگر حضرت عیسیٰ
علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ ؟
عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا شوشہ چھوڑنے والوں میں سے مرزا قادیانی
اور اس کی امت پیش پیش ہے۔ مگر بدلائل و براہین یہ مسئلہ کئی بار
واضح کیا جا چکا ہے۔ اور قرآن خود صاف طور پر کہتا ہے۔
وہ نہ تو مقتول ہوئے نہ مصلوب ولکن شبہ لکم۔ آپ نہ قتل کئے گئے نہ سولی دیئے گئے
بلکہ تم پر یہ امر مشتبہ کر دیا گیا ہے۔

رجعت کے عقیدہ کے روافض بڑی شدت سے قائل ہیں۔ مجوس
یہود و ہنود کے عقائد کے ملغوبہ نے روافض کے ذہنوں میں کئی رجعت
کے تخیل دنیا سے عقیدہ کو سبز باغ دکھا دکھا کر اس لئے ان کی سوچنے
سمجھنے کی صلاحیتوں کو مفلوج کرنے کی کوشش کی۔ یہ لوگ کہیں بھی رہے
ان سے نکل نہ پائیں۔ رجعت کا اصل مفہوم اور مطلب تو یہ ہے۔ کہ کوئی
مردہ آدمی کہ جسے یا تو قدرت سے آسمان پر اٹھا لے یا پوشیدہ کر
دے۔ وہ کسی وقت اسے ظاہر کر دے یا واپس لوٹائے۔ مگر روافض
اپنے رجعت کے عقیدہ میں منفرد ہیں۔ یہ لوگ مردوں کی رجعت
کے قائل ہیں جو ظاہر ہے رجعت نہیں کہلائے گا۔ بلکہ یہ تناسخ اور
آواگون کا چکر ہے۔ جو اصلاً مجوس اور یہود کا عقیدہ ہے۔ یہ لوگ

اگر اتنی سی معمولی بات بھی نہیں سمجھ سکے تو دوسری باتوں کے نہ سمجھنے پر ان پر افسوس محض نادانی ہے۔

حضرت حسینؓ کہتے ہیں۔ پس جو شخص رجعت میں پہلے لوٹے گا وہ قبر سے باہر آئے گا وہ میں ہوں گا۔ اور میرا رجعت میں آنا مثل نشر ہونے کے جناب امیر ہوگا۔ جبکہ تم آل محمدؐ ظاہر ہوں گے۔ میرے بیٹے ایک گروہ آگے سے ظاہر ہوگا۔ کہ جس سے پہلے وہ زمین پر نہ آئے ہوں گے۔ اور جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و لشکر ہائے ملائکہ و محمد رسول اللہ و علی ابن ابی طالب و امام حسنؑ مع جمیع آئمہ کہ وہ سب اسپان ابلق و پر سوار ہوں گے اور کوئی مخلوق ان سے پہلے ان اسپان ابلق پر سوار نہ ہوگی۔ نشر ہوں گے بتداء سے رسولِ خدا اپنے علم کو حرکت دیکر قائم آل محمد کے ہاتھ میں دیں گے۔

(صفحہ ۲۱۱ جلد دوم)

میں نے دمشق میں سرائے حسینؑ دیکھا۔ کہ نیزہ پر نصب تھا۔ اور کوئی حضرت کے آگے آگے سورۂ صاب کہف پڑھتا تھا (گویا جلوس لے جاتا تھا) جب اس آیت تک پہنچا ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کان من آیاتنا عجبا سید الشہداؑ بزبان فیض گویا ہوا میرا قصہ اصحاب کہف سے عجیب تر ہے یہ آیت حضرت کی رجعت پر دلالت کرتی ہے۔ کہ وہ حضرت زندہ ہو کر رجعت میں کئی دفعہ زمین پر تشریف لائیں گے۔

۱؎ سید الشہداء سے مراد حضرت حمزہؓ ہیں۔ زاد الدین پر لکھا ہے کہ حضرت حمزہؓ سید الشہداء ہیں۔

(حیوٰۃ القلوب اردو)

اتمۃ الحجت

آج رات فضل اور ابن سنت کے جلسے جمعہ

انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ حسینؑ کے سب ننھے بانہ میدان جنگ میں جا کر نام لے لے کر بہتے دشمنوں کو دعوتِ نام دیتے رہتے۔ مگر بلانے والے یہ کسی صورت میں گوارہ نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے نوجوانوں کی یوں تشہیر کی جائے۔ وہ آگے بڑھتے رہے۔ اور قتل ہوتے رہتے اور قتل کرتے رہے۔ ورنہ معمولی سی عقل کا آدمی بھی یہ اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ بہتر روز فضل کا تیس ہزار کا لشکر گراں اور بچا چند نفوس۔ ایک لمحہ کی دیر بھی نہ تھی۔ مگر یہاں قتل لڑائی کا نقشہ جمایا جاتا ہے۔ صبح غسل و نورا اور وضو کا اہتمام ہے پھر جنگ شروع ہوتی ہے۔ ایک یا سکا ہوا خیمہ سے نکلتے۔ زرہ سے بچے بچیاں کے گلے کو دیکھ کر اس میں گھس جاتا ہے۔ کچھ دوسرا آتا ہے پھر تیسرا۔ آخر یہ کوئی ڈرامہ تھا یا جنگ۔ دشمنوں نے ایک لخت آگے بڑھ کر سب کو اسیر یا شہید کیوں نہیں کر دیا۔

بچنے والوں کی تعداد

تین صاحبزادے امام حسن کے کم سن تھے اور شہید نہ ہوئے تھے۔ ان کے نام حسن مثنیٰ زید اور عمر تھے۔ (صفحہ ۳۱۵ جلد دوم)

زین العابدین نے فرمایا ہم بارہ شخص اہلبیت حضرت رسول تھے کہ ہم کو مجلس یزید میں لے گئے (صفحہ ۳۰۴ جلد دوم)

یہی مجلسی حضرت حسینؑ کی زبان سے بیان کرتا ہے کہ میں اور میرے اہلبیت و اصحاب وہاں شہید ہوں گے۔ اور میرے فرزندوں میں سے سوائے زین العابدین کے کوئی نہیں بچے گا۔

(صفحہ ۱۵۷ جلد دوم)

نرمش کی پامالی

راوی جس بڑی طویل تمہید کے بعد کہتا ہے کہ جب فتنہ اس شیر کے پاس پہنچی کہا اے ابو حارث! شیر نے سر اٹھا کر دیکھا۔ فتنہ نے کہا کچھ جنتا ہے کافر چاہتے ہیں جسم اطہر امام حسینؑ سے بے ادبی کریں۔ جب شیر نے یہ سنا قتل گاہ میں گیا اور جسد مطہر پر اپنے ہاتھ رکھے رہا۔ جب دوسرے روز (پہلے روز کیا مانع ہوا) وہ روسیاہ اس قصد سے قتل گاہ کی طرف گئے اور شیر کو دیکھا۔ عمر سعد نے کہا یہ فتنہ ہے اس کا افشا نہ کرو۔ اور اس قدر سے باز رہا (صفحہ ۲۱۹ جلد دوم)

جنتی کبھی کہتے ہیں اسی روز تمام لشکر اور حرم محترم کوفہ پہنچ گئے۔ کبھی کہتا ہے ان کے جانے کے بعد دوسرے روز فرزند فرزند دلبند نے شہدا دفن کر دیئے۔ کبھی کہتا ہے حضرت امام زین العابدینؑ کی کئی کبھی کہتے ہیں سب مقتلیں پامال کی گئیں۔ اب فتنہ کو آزاد چھوڑ کر کسی جنگل میں اپنے شیر کے پاس پہنچتا ہے اور اب شیر کو، اس کے ہمراہ نہ کرنا لشکر کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اور اس کی اس متضاد روایتوں پر کوئی توجہ نہیں کرتا۔ صحیح بات یہ ہے کہ جب یہ قتلے بازے گئے اور فتنہ سے پہلے تمام بدن مقتل نے سب کو دفن کرا دیا۔ اور مقبرہ امام حسینؑ و حرم محترم بھی دیکھ کوفہ پہنچ گیا۔

مجلد کہتا ہے کہ جب میرا حسینؑ ابن زیاد کے سامنے پہنچا تو اس نے حسینؑ کے قاتل کو قتل کرا دیا (صفحہ ۲۳۳ جلد دوم)

اگر ابن زیاد نے قاتل کے قول کی تصدیق سے قتل کرایا تو فتنہ کا وجود ہی نہ تھا۔

نے حسین کے قاتل کو کیوں قتل کرنے کا حکم دیا اور ان بارہ افراد کو کیوں زندہ چھوڑ دیا جو کربلا میں نہ تھے۔

شیعہ ان علی رضؓ قاتل حسین رضؓ تھے

ان زینب کے سامنے

سیدہ زینب کہتی ہیں! اے اہل کوفہ تم پر وائے ہو تم نے جگر گوشہ رسول کو قتل کیا۔ اے اہل کوفہ اے اہل مکر و غدر و حیلہ تم ہم پر نوحہ کرتے ہو اور خود تم نے ہم کو قتل کیا ہے۔ واللہ لازم ہے تم بہت گریہ کرو اور کم خندہ کرو۔ (سیدہ زینب کی یہ دعا قبول ہو کر رہی) (تلخیص صفحہ ۲۲۱ جلد دوم)

فاطمہ بنت حسین کہتی ہیں! اے اہل کوفہ اہل خدعہ مکر و تکبر و حیلہ تم نے ہم اہلبیت کو تمہارا تھے پایا مقتدا کیا۔ اور تم کو ہم سے محبت کا دعویٰ تھا۔ کل کے روز تم نے ہمارے پدر بزرگوار کو قتل کیا ہے۔ وائے ہو تم پر لعنت اور عذاب خدا کے منتظر رہو۔ تم کس کس بات کا جواب دو گے۔ میرے جد علی ابن ابی طالب و مرتضیٰ رسول سے تم نے کیا۔ اور انہیں قتل کیا

(صفحہ ۲۲۲ جلد دوم سے تلخیص)

ام کلثوم خواہر حسین کہتی ہیں۔ اے اہل کوفہ تمہارا حال اور دل برا ہو تمہارے منہ سیاہ ہوں۔ تم نے کس سبب سے میرے بھائی کو بلایا۔ اور انہیں قتل کر کے مال و اسباب لوٹ لیا۔

(صفحہ ۲۲۲ جلد دوم سے تلخیص)

علی زین العابدین کہتے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ میرے پدر بزرگوار کو تم نے خط لکھے اور بلایا (ایک لب مرگ بیمار میں یہ قوت کہاں سے آگئی۔ زین العابدین معمولی بیمار تھے اور چونکہ خیمہ سے باہر نہ نکلتے تھے آدمی نہ ہوئے اس لئے کسی نے انہیں کچھ نہ کہا) اور ان کو فریب دیا۔۔۔۔ ان سے بیعت کی آخر کار ان سے جنگ کی۔ پس لعنت ہو تم پر۔

یہ تھے خطبات میں جنہیں مہابیت تحقیق سے پیش کیا گیا ہے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی عمر بن سعد یا ابن زیاد کو قاتل حسین نہیں کہتا۔ اور یہی لوگ موقع کے گواہ ہیں۔ دوسری قوموں نے تو صاف لکھ دیا ہے "بعث کشتہ شدن اینہا" تشہیر شہید اور مہیج شدت انتقام کر تشدید کی مہر ثبت کر دی کہ امویہ حسین کو قتل کرنے کا قصور کیا۔

شیعہ قتل حسین مرثد کب خدا بنا بیٹھے تھے

اب ہم زین العابدین کہتے ہیں کہ تیس برس بعد جب ان سے تو بھی کہ ہم بیعت کی ہے۔ اس وقت ہم کو فریب دیا تھا۔ اور ہر ایک سے جو قتل حسین مقرب خدا بنا بیٹھا تھا۔ (صفحہ ۱۶۱ جلد) یہ ہے صحیح نمونہ واقعہ کربلا کی۔ دوبارہ ان پر نشانہ خطا نہ کیجئے کہ کربلا کے بقیہ سینکڑوں بلکہ شمار سے زیادہ ناشاد ان سے ایک سے ایک بڑھ کر ابن سعد یا ابن زیاد یا شمر وغیرہ کو اپنے خاندان کا قاتل نہیں کہتا۔ دوبارہ ان کو فیوں کا نام لیتے رہے جنہوں نے نہ ان کا ساتھ دیا۔ اور جو

اور تین روز ماتم رہا۔ (صفحہ ۴۴۵ جلد دوم)

جب حضرت عبداللہ بن زبیر کی زوجہ عاتکہ بنت یزید کی وفات ہوئی تو حضرت امام حسین نے فرمایا تھا کہ اس کے بعد میں کسی سے شادی نہ کروں گا۔ اس کے بعد بنو امیہ کے بہت سے لوگوں نے آپ کے پاس پیغام بھیجے مگر آپ نے کسی کو منظور نہ فرمایا۔ ایک روز آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ نے آپ سے کہا کہ آپ نکاح کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے دو لڑکے کربلا میں شہید ہو چکے ہیں۔ اب میں کس کی امید پر نکاح کروں۔ محمد نے کہا کہ میں تمہارا نکاح ایسی عورت سے کروں گا جو تمہارے لڑکوں کی طرح تمہاری خدمت کرے گی۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی عورت کہاں ملے گی۔ محمد نے کہا کہ میں ایسی عورت سے تمہارا نکاح

خدا کی رحمت ہو۔ تمہارے بیٹے کی جگہ کیسی اچھی ہے (ابن ہشام ۲۰۲)

نبی نے صحابہ کی عزت کی اور اہل بیت کو اپنے گھر میں جگہ دی۔

اور مکہ و شام تمام زبیری صحابہ کو اپنے دسترخوان پر بلاتا تھا

(حیاۃ الحیوان)

یزید نے حکم دیا کہ اہل بیت کو شاہی مکان میں اتارا جائے۔ اور

ان کی ضرورت کی ہر چیز بہم پہنچائی جائے۔ جب تک زینب اور ان

دسترخوان پر نہ آتے کھانا نہ کھاتا نہ آرام کرتا۔

(طبری۔ ذہبی منتخبری صفحہ ۲۰۸)

بروایت ابو حنیف الدینوری: زینب جب ناصح، مقتل ابو مخنف

مقتل ابو شریح کہتے ہیں کہ یزید نے ایک مجمع میں تقریر کی

زخم زخم فرداً سب قیدیوں پر سختی کی۔ (مقتل صفحہ ۹۶)

عبداللہ بن جعفر طیار شوہر زینب یزید کو لعن طعن کرتے

یہ سنتے تھے۔ عبداللہ کے ایک بیٹے کا نام محمد تھا۔ اس محمد

کا دوسرا بیٹا عون تھا۔ یہ مقتل ہیں

زاد المعاد، خواجہ پارسا، نسیم الریاض، فیض الحرمین یزید

(شیعوں کی مشہور کتاب۔ قلمی صفحہ ۱۷۳)

مقتل حسین کا مصنف کہتا ہے کہ یزید نے بہت ہی برا کیا اور میں

سارا کہانی قصہ و نقل۔ "قتلت خیر خلق اللہ و

بہترین مخلوق کو قتل کیا ہے جو ماں باپ کی طرف سے بہترین تھے۔ یزید

سارا خاندان ہی برا ہے کہ آگ سے تجربہ۔ یزید سے بڑی ہر جب تو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اقبال

[illegible]

حشمت کی فریاد

[illegible]

وقت اور [illegible] کو [illegible] کہ [illegible] کا [illegible] کی [illegible] کو [illegible] کی [illegible] کو [illegible] کی [illegible] کو

انسان تھے - ولد اصل محقق نے ان تمام تعابیر سے نابلد ہو کر محمد بن حنفیہ
کے ایک غلام کیسان کو پکڑ کر اس کی آڑ میں فرقہ کیسانیہ کی بنیاد ڈالی تھی -
مذہب کیسانیہ کے لوگ محمد بن حنفیہ کو اپنا امام آخر جانتے ہیں -

(صفحہ ۲۵۲ جلد ۲)

(اور خود سیدنا محمد بن علی کو اس بات کی خبر تک نہ ہونے دی)
آج اسی تخت رکھ یہ نام نہاد محبان مرتضیٰ و اہل بیت امیر رضی
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں -

ا ن ٹ ر ن ی ک ل سیدنی

سیدنا معاویہ، سیدنا حسن کی ہر شرط پوری کرتے ہیں - یا عباد اللہ
دولت عطا کرتے ہیں - مگر دنیا کے لالچ سے انہیں ہوا کے بھی کچھ نہیں دیتے - ان کے مقابلہ میں مختار سیدنا حسن کو گرفتار کر کے ان کے
زر کے لالچ سے سیدنا معاویہ کے پاس بھیجنا چاہتا ہے - مگر وہ امیر مختار
رضی اللہ عنہ ہے -

سیدنا حسین کو ان کے ماننے والے قتل کرتے ہیں - مگر وہ
مومنین صادق ہیں اور امیر یزید آپ کے قتل پر افسوس کرتے ہیں -
زندہ ہیں - اور وراثت کرتے ہیں - مگر ان کے ماننے والے ہیں کہ سیدنا حسین
پر نہیں بیٹھے گئے - نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں - اور سب سے بہتر جن
یہ سب کہ ہر بیت مختار کی محبوبہ کی ہیں جا بل گئی ہے - فضل کی ہوا

---

(۱) تخت رکھ کے نشیبی میں سنہ جا تخت رکھ سے میرے نام ہے
حقیقت مذہب شیعہ کا ہے لکھ لیجئے -

امام چہارم علی (زین العابدین)

ولادت ۳۸ یا ۳۹ ہجری - زمانہ امامت ۹۵ سے ۱۱۳ تک

وفات ۹۵ یا ۹۴ ہجری (مدینہ منورہ)

والدہ کا نام شہر بانو دختر یزدجرد بیان کرتے ہیں - جو بلا شک و شبہ جس خود تسلیم کرتا ہے - کہ ایک کنیز سے زین العابدین کی پیدائش ہی - حضرت اس کو مادر گیتی کہتے - جب امام حسین شہید ہوئے - امام زین العابدین نے اس کی نگاہ ایک شبیہ مرتضیٰ سے کر دیا (ایک روایت کی رو سے یہ امام کی بیوی وہ تو امہات اولاد حسین سے کی زمرہ میں آتی ہے - مگر امام نے اپنے ایک شبیہ غلام کے حوالے کر دی -)

عبدالملک بن مروان نے حکم دیا کہ زین العابدین کو طوق و زنجیر میں گرفتار کر کے دمشق لائیں - (صفحہ ۱۴۱ جلد دوم)

امیر المومنین عبدالملک بن مروان کی بیٹی تھی جو بچپن سے حضرت کی نشین عبادت گزار اور عفت مآب تھی - بعد دس سے بیان کیا ہے کہ

کرتے -

۱ - اور پھر زین العابدین کی سگی بھتیجی خدیجہ بنت علی نے عبدالملک کے بیٹے ولید سے بیاہی گئی -

(البدایہ ج ۹ صفحہ ۱۰۱ تاریخ الامت ج ۳ صفحہ ۱۰۲ بحوالہ شذرات الذہب صفحہ ۱۰۲)

ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۲۵)

یہ روایت اس سے زیادہ صاف لفظوں میں [illegible]
لیا ہے کہ خالی شبہ نہیں بیان کیا ہے۔

(جلد ۱ - صفحہ ۲۰۲۹)

اپنے شیعوں کے کوفہ آنے اور ان پر ابن زیاد کا قبضہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(ایضاً)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ارادہ کرتا ہے، توڑ کر انہیں اپنی مسند پر اپنے ساتھ بٹھا لیتا ہے۔

مسند پر بیٹھنے کی بات تو نہیں کہی گئی، نہیں۔ پھر کہ جو باقر کی دس بارہ خوبیاں ہیں ان میں حریم خدمت کی نہیں ہیں۔ نہ علوی شہ دیباں خود غبار خاک کے ہیں۔ نہ بوتراب کے عزیز ہیں۔ نہ سب تن یک جان ہیں۔ نہ ان کے ساتھ ان کی بیوی بچے

میرے ہی بچے لوگ یا دیکھتے ہیں صاحب نشا نہیں۔

(بحار الانوار صفحہ ۱۹ جلد ۱۳)

یعنی ابن عقار، میں دیکھتا ہوں کہ تو احمقوں کی باتوں پر کان دھرتا ہے۔ خدا کی قسم ہیں تم لوگوں کا حساب نہیں ہوں۔ (یعنی اس وجہ سے تم لوگ جہنم میں نہیں جاؤ گے۔)

ناظرین اس سے اصول اور فروع میں بیشمار حدیثیں مروی ہیں یہ صاحب یا امام باقر کے اصحاب میں تھے۔ ایک دن اپنے امام سے متعلق امام ہی فرماتے ہیں۔

منکہ ذات صاحب الخلق وستم (اصول کافی)

یعنی خلق کے ساتھ بات کرنے کا علم ہی نہیں رکھتا۔ اپنی قوم کی اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

میں پیرہ دماغ شدہ ام اند رو حشی گفتہ با نحم

اقرار

آپ کے یہ ہیں امام پنجم! اور آپ کے شیعوں کا یہ سچا ان سے اقرار۔ اس کا ہو سکے اس سے کیا کہا جا سکتا ہے۔

فی لیت لنا سہم بہم فوزا عظیما

[illegible] کر دیا گیا

شیطان کا اپنے آدمی سے سلوک

امام حنفیہ

نام و نسب (کاظم) پیدائش ۱۲۹ / ۲۵

مدت رضاعت ۲ سال - وفات ۱۸۳ ۱۸۶ ہجری

امام حمید بچپن ہی سے بڑے ذہین تھے۔ ان کا حافظہ غضب کا تھا۔ سن رشد کو پہنچے تو علم کی طرف توجہ دی۔ ان کے زمانہ میں علم کا بڑا چرچا تھا۔ دور دور سے لوگ علم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ امام حمید نے بھی علم حاصل کرنا شروع کیا۔ آپ نے بہت جلد علم میں کمال حاصل کر لیا۔ آپ کے استاد آپ کی ذہانت کی داد دیتے تھے۔ آپ کے استاد کا بیان ہے کہ جب وہ مرو آئے تو میں نے ان سے علم حاصل کیا۔ ان کے حافظہ کی قوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ ایک بار سن لیتے تھے وہ ہمیشہ کے لئے ان کے ذہن میں محفوظ ہو جاتا تھا۔ (تذکرہ ۲۷۳ تا ۲۷۴ تلخیص)

آپ نے فرمایا: جس شب میرے چہیتے بزرگ کا انتقال ہوا ایک قریبی عزیز نے خواب میں دیکھا کہ جنت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ ایک فرشتہ جنت کی شراب کا جام لئے ہوئے ہے۔ پھر میرے چہیتے بزرگ کا انتقال اس شربت سے متمتع ہو رہا ہے۔ علی ہذا القیاس تین بزرگ اسی طرح پیدا ہوئے۔ میرے پاس بھی ایک فرشتہ شربت لے کر آیا۔ میں نے بھی کہ حمید سے متمتع ہوا۔ اسی وقت اس عزیز کا انتقال ہو گیا۔ (تذکرہ ۲۷۳ تا ۲۷۴ تلخیص)

کہا جاتا ہے کہ جب سے طلب علم میں مشغول ہوئے کتاب کی طرف رجوع کیا۔

بیٹے کی چچا کیخلاف شکایت

امام ہمام کے مشورے

اردو سب لوگ صاحب کے مقولوں، ہموں کے ساتھی ہیں رطب زبان ہیں۔ اسی بات پر کہ شیعہ لوگ چند لمحات کے لئے غور و فکر کریں۔ تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہاموں کی قسم پوزیشن کیا تھی۔ وہ سے کہ ہمارے اور دوسرے شیعہ نہ ہونے کیا کہہ رہے ہیں۔

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا

اللہ تعالیٰ اپنی مشیت، آفاق و انفس جلیل موجودات میں جو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا ہو گا کہ تم نے ہمارے دلی اعتقاد کو ٹھیس پہنچائی ہے۔

ہمارے دوستوں نے اپنے خیال سے کہا ہو گا کہ ہم نے کہا ہے کہ ہموں نے جو تعلیم نہ الٰہیات، بنی نوع کو اس بحث کے لئے کہ شیعہ برحق ہیں پیغمبر کرتے تھے۔ جس کی وجہ ان سے منکر ہو کر ثابت کیا کہ حضرت خاتم النبیین کے دعوی ... رخلیفہ برحق ہیں۔ دوسرے لوگ غاصب ہیں۔ .... ہیں سکتے نہ ہیں جن دلیل کے ہم برحق اور فیصلہ حق ہی ہو سکتا ہے۔ ہموں کا عاجب عجیب دلیل کل نیتجہ۔ جس سے نہیں آدمی ہمراہ کر سوتے ہیں ہم کو تقیہ کرتے ہیں۔

امام حسن

نام خیر سنہ ولادت ۲۵ ہجری

وفات ۵۰ ہجری مدت خلافت ۱۸ سال

آپ بھی حضرت علیؓ مبیکہ ناحی پکہ لڑکی کے بطن سے پیدا ہوئے۔
مجتبیٰ ہونے سبب حسن کا آپ کی والدہ سے ورثہ پایا۔

(جزیرہ صفحہ ۹۰ جلد دوم)

ایک روز آپ کہیں جا رہے تھے۔ کہ راستے میں سے گزرا
سب لڑکے بھاگ گئے آپ کھڑے رہے لوگوں نے پوچھا تم نہیں بھاگے
حضرت نے جواب دیا میں گناہ نہیں کہ تم کسی کو بے وجہ سزا دو۔"

پس حضرت کو یہ کمال بی بی دختر کا آپ سے نکاح کرنے
کا ارادہ کیا۔ بنا بر اس محبت کے جو رسول اللہ کو تھی بہ واسطہ کی
پس والدہ حضرت سے اس طرح بی بی دختر ام سلمہ زوجہ آنحضرت
سے کہدیا۔ اور مہینہ سے ٹال دیا۔ اور اس عرصہ میں وجہ حضرت
کی سزا منجملہ بیڑی کہ حضرت اور خواہش کی صورت منجر ہوتے

امام محمد

نام محمد ۔ ولادت ۱۳۲ھ ہجری

وطن بغداد ۔ عمر ساٹھ برس ۔ وفات

[illegible] ۔ ان کا نام محمد تھا [illegible]
[illegible] ۔ ان کے والد حسن [illegible] کے
[illegible] ۔ جب امام محمد کی عمر سات برس کی ہوئی تو ان کے والد
[illegible] ۔ امام محمد کے بچپن کے حالات کچھ نہیں ملتے ۔ صرف اتنا
[illegible] ۔ جب امام محمد بڑے ہوئے تو ان کے والد نے ان کو
[illegible] ۔ امام محمد نے بڑی محنت سے علم حاصل کیا ۔ وہ
[illegible] ۔ ایک دن امام محمد نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان مجھے
[illegible] ۔ امام محمد کے والد نے ان کو ایک تھیلی دی اور کہا کہ
[illegible] ۔ امام محمد نے کوفہ پہنچ کر ایک مکان کرایہ پر لیا اور
[illegible] ۔ امام محمد کے والد نے ان کو ایک تھیلی دی اور کہا کہ
[illegible] ۔ امام محمد نے کوفہ پہنچ کر ایک مکان کرایہ پر لیا اور
[illegible] ۔ امام محمد کے والد نے ان کو ایک تھیلی دی اور کہا کہ
[illegible] ۔ امام محمد نے کوفہ پہنچ کر ایک مکان کرایہ پر لیا اور
[illegible] ۔ امام محمد کے والد نے ان کو ایک تھیلی دی اور کہا کہ
[illegible] ۔ امام محمد نے کوفہ پہنچ کر ایک مکان کرایہ پر لیا اور

ایک دن امام محمد کے ایک شاگرد نے شکایت کی کہ حضرت بہت سال ہو
[illegible] ۔ امام محمد نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں کتنا
[illegible] ۔ امام محمد نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں کتنا
[illegible] ۔ امام محمد نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں کتنا
[illegible] ۔ امام محمد نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں کتنا

ایک دن امام محمد کے ایک شاگرد نے شکایت کی کہ حضرت بہت سال ہو
[illegible] ۔ امام محمد نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں کتنا
[illegible] ۔ امام محمد نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں کتنا
[illegible] ۔ امام محمد نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں کتنا

معلوم نہیں نہ جانے کیسی ایسی دلچسپ داستان سرائی سے کیا تاثر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس وقت کے خلاف، کوا ایسے ہی نہیں، کم ظرف بزدل اور کمینہ سمجھتا ہے۔ کہ وہ ان "حسینوں" کو چوروں کی طرح قتل کرنے کے منصوبے بناتے ہیں۔ مگر کامیاب نہیں ہوتے۔ پھر نہیں انتظام دیتے ہیں۔ یہ حسینائیں بار بار گروں میں اسلحے جمع کرتے ہیں۔ مگر جب "لڑائی" ہوتی ہے۔ بزدل کرامت تمام اسلحہ گم کر بیٹھتے ہیں۔ اور یہ تتلیہ کی ردا اوڑھ کر غبن ہو جاتے ہیں۔

فیصر عن ذکر قلبہا متحنون

گیارہواں امام

نام حسن عسکری ولادت ۲۳۱ھ
۲۲۲

وفات ۲۶۰ھ مدت امامت

ان صاحب کا نصب سے بڑا کمال یہ ہے۔ کہ ان کے بعد امامت کا زمانہ غیبوبت شروع ہوتا ہے۔ اور ظاہر امام ختم ہو جاتے ہیں۔

تو بیرون در چہ کردی کہ دروں خانہ آئی

یہ بھی سر سن یا مسئلہ نہیں بیک لونڈی کے محل سے تھے۔۔۔ راوی بیان کرتا ہے۔ کہ سب لوگ ان کو بنی ہاشم پر مقدم رکھتے تھے۔ اور فضیلت دیتے تھے۔ اور کہتے تھے وہ امام ہیں افضلوں کے ہیں۔ ایک شخص نے اہل سے سوال کیا کہ ان کے برادر جعفر کا کیا حال تھا۔ اس نے کہا جعفر کذاب تھا کہ امام کے حال سے کوئی سوال کرتا۔ یا اس کا نام حسن عسکری کے نام کے ساتھ لیا جاتا۔ واضح ہو کہ جعفر ایک مرد فاسق و فاجر شراب خور مرد کردار تھا۔ اور مثل اس کے رسوا اور بے عقل اور بدکار کوئی دوسرا ہم نے نہیں دیکھا۔ (حیرانی کی بات یہ ہے۔ کہ آج ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر میں نے طبیعت سے اپنا نتیجہ جاکر دینے والے تو بیک پیش کر دیئے ہیں، ڈرتے ہیں منڈا ہیں، لیٹن رکھیں۔ گیدوں میں مست ساڑھوں کی طرح ڈکارتے پھریں۔ مگر "آل نبی" والا دشمنے

سے پرستی صاحب توجہ کریں۔

کی وجہ سے مستحب الدعوات اور صاحب رتبہ جانتے ہیں۔ مگر چند پشتوں کے بعد سے فاطمہ تک پہنچتے پہنچتے دس بیس کے مقابلے میں ہزاروں سے بڑھ جاتے ہیں۔ اس قدر بڑا کام قرار دیا جاتا ہے۔)

اصل میں اس تعجب غریب کا جو ہم صرف یہ تھا کہ اس سے شیخوں کی جھوٹائی میں اس عظیم درجہ فرق آتا ہے۔ ان کا حساب نہیں دیا جاتا۔ ہر قوم آل محمد کی اصلاح کے رو سے بیس دفعہ کی گئی تھی۔ جس نے ایک بیوقوف کا دماغ، اس طرح بگڑا ہے کہ آج تک شیخ اس اصل نکتہ کو پہچانتے رہے ہیں۔ مگر مذہبی ہونے میں نہیں آتا۔

اس خیال کے انہوں نے تنقید کی ضرورت نہیں کہ نبی کی وفات کے بعد تین چار سو برس تک جتنے مورخ ہوئے سب مرتد ہو گئے تھے۔ ان کی مت دست پہنچا۔ مومن باقی رہے۔ پھر کئی دفعہ ایسے آئے کہ ایک مقرر نہ یا۔ اور اللہ کو ان کی حرکات پسند نہ آئیں۔ بارہ خلفا آل محمد کے ہوئے کہ زمانہ ستر بجری قرار دیا۔ مگر زمانہ ہی ہو کر ۲۰۰ کر دیا۔ پھر زمانہ فنا ہو کر شیخوں کو اپنے کہنے میں دکھائی دیا۔ یہ تاریخ نویسی سے بحث نہیں۔ مقام ہی نہیں کہ سات سو ستر بجری میں تمام مورخین نے اس قسم کی بد فہمیاں کر لیں کہ جس سے غصہ آجائے۔ اور ۲۰۰ سال کی دوڑ لگائی۔ مگر دنیا پہنچ کر پھر نہ جی اور ۲۰۰ سے ۲۶۰ ہو گیا اور یہ کہنا بجا ہے کہ اگر ستر یا ۲۰۰ سال کے زمانہ کے امام قائم آل محمد نزول فرما ہو جاتے۔ تو باقی آئمہ کہاں جاتے۔ اور تیسری جگہ رہیں انجمنیں ان کی طرف سے لٹریچر کیسے منسوب ہوتا کہ ۲۰۰ اور ۲۶۰ سال کے بعد اللہ جی نے یہ فرمایا کہ جب تک ہماری مدد نہ

جس کنیز پر احتمال حمل تھا۔ دو سال تک اس کے جویائے احوال رہے مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ پس موافق روایات اہلسنت میراث آنحضرت در میان مادر جعفر کذاب کہ بردہ حسن عسکری تھا۔ تقسیم کی۔ اور اس کی مال مدعیہ تھی کہ میں اس کی وضیہ ہوں اور قاضی پاس اس نے ثبوت بھی بہم پہنچایا (صفحہ ۴۹۰ جلد دوم)

لیکن خیفہ لکھنؤ پھر بھی شخص اخوں صاحب سقہ رہا۔ اور تشفی سے باز نہ آتا تھا۔ (صفحہ ۳۰۹ جلد دوم)

امام علی نقی نے ایک خط بزبان فرنگی لکھ کر دو سو اشرفیاں دیکر فرزند کو بغداد کے پل پر بھیجا۔ وہ ایک لونڈی خرید کر لایا۔ حضرت نے اپنی بہن حکیمہ کو کہا یہ لونڈی امام حسن عسکری کے حوالے کر دو۔ ایک روز حسن عسکری کے گھر گئی۔ حضرت نے کہا پھوپھی آج ہمیں قیام کرو اس شب وہ فرزند گرامی متولد ہوگا۔ جس کے سبب سے خدا وند عالم زمین کو پھر ایمان و ہدایت سے زندہ کرے گا۔ میں نے کہا نرجس میں تو کوئی آثار حمل نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ دیکھتی جا۔

..... امام العصر پیدا ہوئے۔ امام حسن عسکری آئے تو بیٹے نے باپ کو سلام کیا۔ چند روز میں وہ پسر دو سال کا بچہ گیا۔ اور چند روز بعد جوان ہو گیا۔

اس داستان سے چند امور مستنبط ہوتے ہیں۔ جعفر کو شیعہ اس لئے کذاب کہتے ہیں کہ اس نے حسن عسکری کے متعلق کہا کہ اس کے کوئی بیٹا نہیں۔ دوسرے یہ بات توجہ طلب ہے کہ خلق وقت کو اس کی کیا ضرورت تھی۔ ۲۵۵ھ معتمد عباسی

سکے زمانہ میں آپ کی پیدائش بیان کی جاتی ہے۔ ان آئمہ کے زمانہ میں
حسین بن علی سے لے کر ۱۲۸ھ تک جو بارہ امام کا سن پیدائش ہے
۱۲ شاعروں نے مختلف وقتوں میں خروج کئے۔ جن میں سے چار نے بعہد
حضرت امام حسین امویوں کے زمانہ میں خروج کیا۔ اور ۸ نے عباسیوں
کے زمانہ میں۔ ان میں چند ایک تو صرف نکلتے ہی پکڑے گئے مگر جن ایک
نے خوب سر گرمی دکھائی اور آخر اپنے کیفر کردار کو پہنچے ان میں سے
حسین بن قاسم ۲۷۰ھ علی بن حسین ابن محمد بن جعفر صادق تو
بڑے بڑے کر دار تھے۔ کہ چند روز ہی وقت کے زبردست کعبہ کے متولی
تک سے سونا اتار لیا۔ لوگ ان کے نام سے چیخ اٹھے اور کہہ چھوڑ کر بھاگ
گئے۔ شیعہ مورخ مصنف عمدۃ المطالب سے واقعات منتخب ۳۳۸
لکھ کر ان کی بزرگداریوں کی تصدیق کی ہے۔

موسیٰ بن جعفر کو شیعہ خود زبردست بزرگ مانتے ہیں۔ اسی زیدیوں کی طرف
سے تو امیر نے وہاں پہنچکر سب میوں کا قتل عام شروع کر دیا اور ان
کے گھر بار جلا دیئے

(عمدۃ الطالب صفحہ ۲۰۸)

حسن بن زید نے المستعین کے زمانہ میں قتل و غارت کا بازار گرم
کیا۔ طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ مرتے دم تک ترک کر دیئے۔

(عمدۃ الطالب۔ مقاتل الطالبین صفحہ ۳۱۱)

یحییٰ بن یوسف بن ابراہیم نے ۲۵۰ھ میں بغاوت کی۔ کتب
اوقاف خزانہ تک لوٹ لیا۔ لوگ مسجد جمعہ ہی میں ادائے فریضہ سے بھی
رک گئے۔ (ابن اثیر جلد ۲۲۔ عمدۃ الطالب وغیرہ)

حرفِ آخر

سیدنا حسینؓ کے علاوہ ۶۵ علویوں نے مختلف وقتوں میں خروج کئے سب سے پہلے زیدؒ بن علی بن الحسین نے ۱۲۲ھ میں ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں کوفہ میں خروج کیا اور سب سے آخر میں عبد اللہؒ بن عبید اللہ بن علی بن حسین بن علی بن الحسین بن زین العابدین نے ۲۵۸ ہجری میں شام میں امیر المومنین المطیع باللہ عباسی کے زمانہ میں خروج کیا گویا ۲۳۶ سال میں امویوں اور عباسیوں کے خلاف ایک ہی خاندان کے ۶۵ افراد نے خروج کیا۔ یعنی تقریباً ہر ساڑھے تین سال کے بعد خروج ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض خروج کرنے والوں نے ایسی بُری حرکات کیں اور اس قدر قتل و غارت کا بازار گرم کیا کہ لوگ چیخ اٹھے۔ مگر سادات امویہ اور ساداتِ عباسیہ کی عالی حوصلگی، بلند اخلاقی، عفو و کرم، جود و احسان اور درگزر و عفو کی داد دینا پڑتی ہے۔ کہ انہوں نے علویوں کی ہر بغاوت کے بعد ہر شرارت کے بعد ہر غدر و فریب کے بعد انہیں نہ صرف عطیات سے نوازا بلکہ بعض کو بڑے بڑے عہدے بھی تفویض کئے۔ مگر یہ لوگ ایسے بدطینت، بدخصلت، بداعمال، احسان فراموش اور شریر الطبع ثابت ہوتے رہے۔ کہ اتنی عنایات کے باوجود اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے۔ ملا مجلسی بار بار جن لوگوں کو ملعون ملعون کہتے نہیں تھکتا۔ وہ تو اس کے آئمہ اور ان کے خاندان والوں کے محسن تھے۔ مجلسی کہتا ہے کہ فاطمیوں کی

اولاد کو زندہ دیواروں میں چنوا دیا جاتا رہا۔ اس عقل کے اندھے سے کوئی پوچھے۔ اگر سوا دو سو سال تک اموی یا عباسی اس طرح قتل عام جاری رکھتے تو آج دنیا میں علویوں کا ایک بچہ بھی نظر نہ آتا دنیا کی تاریخ میں ایسی ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ کسی باغی کے خاندان کو عطیات اور جاگیروں سے نوازا گیا ہو۔ مگر یہاں خاندان تو درکنار خود ان باغیوں کے لئے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ اور جاگیروں اور افسریوں سے نوازا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کا کوئی نہ کوئی چند سالوں کے بعد پھر آمادہ فساد ہو کر خروج کر بیٹھتا۔ اگر تاریخی نظائر کی طرح ایک باغی کو بھی قرار واقعی سزا مل جاتی تو سب کی تہ کی تمام ہو جاتی۔

ادارہ فیض القرآن فیض نگر
پوسٹ آفس بڑھنگ
تحصیل ممبر ضلع میرپور (آزاد کشمیر)

حکیم فیض عالم صدیقی شہید کی
چند دیگر تصانیف

۱۔ اختلاف امت کا المیہ

۲۔ حقیقت مذہب شیعہ

۳۔ خالد ابن ولید سیف اللہ

۴۔ دس بڑے مسلمان

۵۔ شہادت ذوالنورینؓ

۶۔ عبد اللہ ابن سبا

۷۔ سادات بنی رقیہؓ

۸۔ بنات رسولؐ

۹۔ القول المفتوح

۱۰۔ احادیث ہی صحیح معنوں میں اہل سنت والجماعت ہیں

۱۱۔ واقعہ کربلا

۱۲۔ مروان ابن الحکمؒ

۱۳۔ واضح الظنون فی تحقیق جلاء العیون

۱۴۔ سلطان ٹیپو شہید

۱۵۔ مشکوۃ کے فوائد غزنویہ پر ایک نظر

۱۶۔ عترت رسولؐ

۱۷۔ تلخیص سیرت النبیؐ

۱۸۔ تاریخ کشمیر

۱۹۔ جہاد اور اسلام

۲۰۔ سلطان محمود غزنوی

۲۱۔ شہادت علیؓ

۲۲۔ عیسائیت اور اسلام

۲۳۔ نداء ابی وادی

رابطہ کے لئے

فیض القرآن اکادمی

فیض نگر۔ پی۔ او برہنگ (بمبر آزاد کشمیر)